UNIVERSAL LIBRARY
OU_222228
UNIVERSAL LIBRARY

کرم

۸۹۱۶۴۳۳۳

891 4333

سیفی

مراری دادا

۳۲/۱ ، ۶ ۷

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

891.4333

Call No. ۸۹۱٫۴۳۳ ک م   Accession No. ۱۰۷۵۱
10751.

Author کیفی

Title مراری دادا

This book should be returned on or before the date last marked below.

گزارش

جب میں نے سراج دلاری کو مطبع میں بھیجا تھا تو یہ گمان ہرگز نہ تھا کہ اس کو یہ شرف قبولیت ملیگا لیکن پبلک نے اور گورنمنٹ سے جو اس کی قدر کی اس سے حوصلہ بڑھا۔ گورنمنٹ نے مجھے اس تصنیف کے لئے اول درجہ کا انعام عطا کیا۔ اور ٹکسٹ بک کمیٹی نے صوبہ پنجاب کے ورنیکولر اور اینگلو ورنیکولر اسکولوں کے لئے اس کی سفارش کی۔ اس عنایت کے لئے میں تہ دل سے مشکور ہوں۔

مراری دادا۔ ہندوستان کی زبانوں میں ایک بالکل نئی قسم کا ناٹک ہے۔ نہ اس میں گانے ہیں اور نہ ایکٹ سین پر منقسم ہیں۔ تاہم اس کو دلچسپ بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مضمون اس میں یہ آیا ہے کہ بچوں خاصکر لڑکیوں کو کس قسم کی تعلیم و تربیت دیجائے۔ امید ہے کہ اہل الرائے اس ناٹک کو نہ صرف آرٹ کی خوبی بلکہ اس کے مندرجات کی افادت اور صحت کی نظر سے پڑھیں گے اور اسپر غور فرمائیں گے اور اپنی رائے سے مصنف کو مشکور کرینگے

کنجپورہ۔ کرنال

۱۔ جنوری ۱۹۱۷ء

برجموہن دتاتریہ کیفی

تختہ ناٹک

CHECKED 1956

آنریبل رائے بہادر بہاری لال ایم۔اے۔ایل ایل۔بی۔ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

۵۵ ف

سوبھدرا (سوبھا) اس کی بیوی

سوشیلا (سوشی) اُن کی بیٹی

گردھاری لال (دہاری) اُس کا بڑا بھائی۔

مُراری لال۔ بہاری لال کا چھوٹا چچیرا بھائی

خان بہادر مرزا ابراہیم بیگ۔

حمیدہ خاتون۔ اس کی بیوی

زہرہ۔ اُن کی بیٹی

اسمٰعیل۔ اس کا بھائی۔

مسٹر ولیم جیکسن

مسز بربی جیکسن

بچے۔ سہیلیاں اور نوکر چاکر۔

جائے وقوع۔ پنجاب میں ایک شہر

مُراری دادا

"پاپا۔ مجھے یہ کبھی خیال تک نہ آیا کہ آپ کے اور بھابو کے
سوا بھی کوئی میرے دل پہ قابض ہو سکتا ہے" (سُشیلا)

ایکٹ پہلا

ایک کمرہ بطور ڈرائنگ روم کے سجا ہوا ہے سب سامان نہایت قیمتی اور نفیس ہے۔ ایک طرف اٹلی کے سنگ مرمر کی میز اور بلجیم کا قدِ آدم آئینہ ہے تو دوسری طرف کشمیر کی چنار کے پتے کی کارونگ کی تپائی، لازرس کے صوفوں اور میپل کی آرام کرسیوں پر بنارسی دوپٹے اور دہلی کے کارچوبی غلافوں کے کُشن پڑے ہیں۔ دیواروں سے سوئٹزرلینڈ کے دلفریب مناظر کی نقاشی اور میڈونا کی تصویر کے پہلو بہ پہلو کشمیر کے فردوسی نظارے اور راجہ روی ورما اور ٹگور کے ماسٹرپیس آویزاں ہیں۔ چھت سے آسٹریا کے بنے ہوئے بجلی کے خوشنما شینڈلیر لٹک رہے ہیں بیچوں بیچ ایک پرانا سولہ بتی کا بلوری جھاڑ آویزاں ہے۔ صاحب خانہ بہاری لال معمولی سوٹ میں ملبوس ننگے سر یہاں ایک کرسی پر بیٹھا حقہ پی رہا ہے۔ اسکے برابر ایک اگالدان ہے اور دوسری طرف ایک تپائی پر خاصدان رکھا ہے۔ بہاری لال تین کاموں میں ایک ساتھ مصروف ہے۔ پان کھاتا ہے۔ حقہ پیتا ہے اور اخبار پڑھ رہا ہے۔ وہ پڑھتے پڑھتے مسکراتا جاتا ہے ایک لڑکی داخل ہوتی ہے۔ وہ سر سے پانو تک اپنی عمر کے مطابق انگریزی پوشاک میں ہے۔ اس کانوں میں ایک نہایت مختصر سا زیور ہے مگر اُسے بالوں میں چھپاتے رکھنے کی کوشش ہے۔ ناک میں ایک نہایت سبک اور خوش وضع لونگ ہے۔ سر کے بال پیٹھ پر کھلے ہوئے ہیں مگر دونوں

کن پٹیوں پر موزوں رنگ کا چوڑا ریشمی فیتا اس طرح بالوں میں باندھے ہے کہ اس کی گرہ پھول سے مشابہ ہے۔ یہ لڑکی سوشیلا ہے۔ وہ کئی سنہری جلد کی کتابیں اُٹھائے ہے اور چند چھوٹے چھوٹے مخملی اور مراکو کے ڈبوں سے اس کی گود بھری ہے۔ اس کا چہرہ خوشی اور تیز چلنے سے تمتما رہا ہے۔ اسکے آنے کی آہٹ سے بہاری لال کی نظر ادھر اُٹھتی ہے)

بہاری۔ آؤ بیٹیا۔ بڑی دیر لگی انعام میں!

سوشیلا۔ پاپا۔ خالی انعام تھوڑا ہی تھا۔ وہ مقابلہ کا مضمون بھی تو سنایا جانا تھا۔

بہاری۔ (اخبار ہاتھ سے رکھکر) میں اِس جلسہ کا حال ہی اخبار میں پڑھ رہا تھا۔ ہاں کس کا مضمون اوّل رہا؟

سوشیلا۔ (اوپر کو تنکر) میرا۔ آپ تو آئے ہی نہیں!

(بہاری اُسے پاس کو کرکے پیار کرتا ہے۔ اسیوقت سوبھدرا داخل ہوتی ہے۔ وہ ریشمی ساڑھی اور بلوس پہنے ہے۔ دونوں کا رنگ موزوں اور ملتا جلتا ہے ساڑھی میں نہایت سہانا مخملی حاشیہ اور ریشمی جالی کا کنارہ ٹنکا ہے۔ کانوں میں صرف قیمتی جواہرات کے جڑاؤ بندے ہیں ناک میں ایک کلکتہ کا مرصع لونگ ہے جو پنجابی لونگ سے کہیں چھوٹا لیکن سوشیلا کے لونگ سے کچھ بڑا ہے۔ اُس میں جو ہیرا جڑا ہے اس کی ضو گورے گالوں پر پڑ رہی ہے۔ عمر بھری جوانی کی ہے۔ یا یہ کہئیے کہ شباب اس نقطہ منتہے پر پہنچنے کو ہے جسکے آگے عمر کی اخیری منزل کی ابتدا ہے۔ ایک طرف سے فراک کا دامن ساڑھی کے نیچے سے سرکا کر جھانک رہا ہے اور دوسری طرف کمر سے ایک چھوٹی سی زنجیر میں کنجیاں لٹک رہی ہیں۔ پانو میں صرف جراب۔ آنکھوں میں سُرمہ پڑا ہے اور ہونٹوں پر دنداسہ کی عنابی چمک اُن کے اصلی رنگ کی جھلک کو دوبالا کر رہی ہے۔ سوبھدرا ایک بچے کو گود میں لیئے ہے جس کی عمر دو سال کے قریب ہوگی۔ بچے کے کپڑے وغیرہ تو ٹھیٹھ ولایتی ہیں مگر پاجامہ دیسی ہی ملا میانی کے۔ یہ ان کا لڑکا ہے)

بہاری۔ (سوبھدرا سے) لو تمہیں مبارک ہو۔ یہ سب چیزیں لڑکی کو انعام میں ملی ہیں!

(سوبھدرا بیٹی کو پیار کرتی ہے اور اُسے لیکر برابر کے صوفے پر بیٹھ جاتی ہے)

سوبھدرا۔ تمہیں بھی مبارک ہو! سوشی! کیا یہ سب انعام کی چیزیں ہیں تیری یہ تو ڈھیر کتابیں ہیں!

سوشیلا۔ بھابو جی۔ تین کتابیں اور ہیں۔ ابھی ولایت سے آئیں نہیں۔ لاٹ صاحب نے کہا انہیں پھر بھیج دیں گے۔

سوبھدرا۔ کیا لاٹ صاحب بھی تھے اِس جلسہ میں؟

سوشیلا۔ اور کیا اُنھوں نے بڑی سپیچ دی۔ ان کی لیڈی صاحب ہی نے تو انعام بانٹا۔ اور آج شام ہم سب انعام والی لڑکیوں کو اپنے ہاں چائے مٹھائی کی دعوت دی ہے۔

سوبھدرا۔ کیا تو جائے گی وہاں؟ نا بھئی میں تو نہ جانے دوں گی۔

بہاری۔ کیا تم پچھلی سردیوں میں لاٹ صاحب کی کوٹھی پر پردہ پارٹی میں نہیں گئی تھیں؟

سوبھدرا۔ وہ اور بات تھی۔ بیسیوں عورتیں تھیں۔ بھیڑ میں جانا اور پانچ سات میں جانا اور مجھے تو اس طرح وہاں جاتے شرم آئے گی۔

سوشیلا (ہنسکر) تمہیں بلایا ہی کس نے ہے؟

سوبھدرا۔ (چونک کر) تو۔ کیا تو اکیلی جائے گی؟

سوشیلا نہیں۔ دس بارہ لڑکیاں اور ہونگی اور ہونگی مس رابنسن۔ ہماری پرنسپل۔

سوبھدرا۔ اور کوئی مرد تو نہ ہوگا۔ سکتر پکتر کوئی نہ کوئی اے ڈی سی ضرور ہوگا برآمدے میں۔

بہاری۔ تم بھی کیا باتیں کرتی ہو۔ پرائیویٹ سکریٹری یا اے ڈی سی کا تُک ہونگے تو ہوں پہلے یہ تو پوچھو اس جلسہ میں کون کون تھا جہاں سے یہ (لڑکی کی طرف اشارہ) انعام کا پوٹ باندھ کے لائی ہے۔

سوشیلا۔ کوئی چالیس ایک انگریز اور ہندوستانی تھے جو ہماری کمیٹی کے ممبر ہیں۔ یا روپیہ سے مدد دیتے ہیں۔ باقی لیڈیاں جنمیں چار پانچ ہندوستانی تھیں۔

بہاری۔ یہ لیجیے! جب وہاں مردوں میں ہو آئی تو اب یہاں جانے میں کیا ہے۔ اور ویسے ہمارے ہاں اردا پردا بہت ہے کوئی جانے۔

سوبھدرا۔ تم تو میری بات سمجھتے نہیں۔ دیکھو ریل کے پلیٹ فارم پر سب عورت مرد گڈمڈ ہوتے ہیں۔ کئی دفعہ بھیڑ بھڑکے میں بھڑ بھڑا بھی جاتے ہیں۔ مگر جب ریل آتی ہے تو عورت مرد الگ الگ بیٹھتے ہیں۔ اس میں وہ لایتی ہوں یا ہندوستانی۔ تیسرے درجے کے ہوں یا فسٹ کلاس۔ اسی طرح ایک بڑے جلسہ میں جانا جیسا یہ تھا اور بات ہے۔ اور دس پانچ میں جانا اور۔ ابھی سے لڑکیوں کے حوصلے کھولدو گے تو آگے کو کیا ہو گا؟ میں تو یہ کہتی ہوں جو بات ہو اعتدال کے ساتھ۔

بہاری۔ آپ میٹھی اعتدال کو کانٹے میں تولا کیجیے (مسکرا کر) یہ جوتیاں شاید اسی تولا جھونکی میں پاسنگ بن گئیں۔ سوبھا! یہ تمہاری کیا عادت ہے جب دیکھو ننگے پانو۔

سوبھدرا۔ (کھسیانی سی ہو کر) ہیں تو جراب۔ مجھے او لُو آتا ہے رات دن بوٹ چڑھائے رہنے سے باہر بھیتر گئے پہن لیا۔ دیسی جوتیوں کو تم کہتے ہو چھپٹ چھپٹ پھٹکار۔ گورگابی مجھے پسند نہیں۔ ایسی ویسی عورتیں سب پہنے پھرتی ہیں۔ بات کا جواب نہ آیا تو جوتیوں پر اُتر پڑے (تبسم)

بہاری۔ (مسکرا کر) خوب! یہ فقرہ بازیاں بھی سیکھی ہیں آپ نے (لڑکی سے) سوشیلا بیٹا۔ دیکھیں تو وہ کیا کیا کتابیں ہیں۔

(سوشیلا سب چیزیں پانوں کی تپائی پر رکھدیتی ہے۔ بہاری لال ایک ایک کتاب کو اُٹھاتا ہے۔ دیکھکر اپنے پاس رکھتا جاتا ہے)

بہاری۔ اچھا! بیلی کی نیچرل تھیالوجی۔ ممنون۔

سوبھدرا۔ میں ون ٹو نہیں جانتی مجھے ایک ایک کتاب کا مضمون بتاتے جاؤ۔

بہاری۔ خفا کیوں ہوتی ہو میم صاحب۔ یہ ہے عیسائیوں کا سمجھ لو دھرم کا شاستر جیسے ہمارے ہاں گیتا۔

سوبھدرا۔ اونہہ! ہونہ کہیں۔ کہاں بھگوت گیتا۔ کہاں یہ! دھرم ورم کا ان سے واسطہ۔ ان کے ہاں تو دنیا کی باتیں ہیں۔

بہاری (مسکراکر) اچھا دھرم پتنی جی۔ یہ کیا ہے امی ٹیشن آف کرائیسٹ۔

سوبھدرا۔ کیا؟ کیا ہے یہ؟

بہاری۔ یہ ہے عیسیٰ مسیح کے جیون اور سکشا کی کتاب۔

سوبھدرا۔ خوب۔ یہ اُس سے بھی بڑھ کر رہی! کیا چھانٹ چھانٹ کر کتابیں دی ہیں بچاروں نے۔ بچوں کے خیالات بگاڑنے کو۔

بہاری۔ پھر لوگ اپنے بچوں کو ان کے ہاں پڑھنے ہی کیوں بھیجتے ہیں؟

سوبھدرا۔ کیا کریں۔ آج کل ناتے کی بات پیچھے کرتے ہیں پہلے یہ پوچھتے ہیں۔ لڑکی انگریزی جانتی ہے؟ کس سکول میں پڑھی ہے؟ کیا پلٹا ہے زمانا! پہلے لڑکوں کا پڑھنا لکھنا کوئی نہ دیکھتا تھا اب مانگتے ہیں لڑکیوں کے سائی فکٹ!

بہاری۔ جی ہاں۔ یہی تو بات ہے ساری۔ اچھا جی یہ کیا ہے کیٹس کی نظموں کا مجموعہ دیوی سے! ایک بڑے شاعر کی نظمیں ہیں

سوبھدرا۔ ٹھہرو تو ذرا۔ دوسری کتاب ابھی نہ اٹھاؤ۔ میں پوچھتی ہوں نظمیں کیسی ہیں؟

بہاری۔ بڑی اعلیٰ درجہ کی۔

سوبھدرا۔ تو یہ! میں کہتی ہوں مضمون کیا ہے ان کا؟

بہاری۔ ایک مضمون نہیں الگ الگ ہے۔

سوبھدرا۔ اچھا یہ بتاؤ۔ غزلیں تو نہیں ہیں جیسی اردو کی ہوتی ہیں؟

بہاری۔ میں جو کچھ بھی سمجھتا ہوں تمہارا مطلب۔

سوبھدرا۔ میرا مطلب ہے کہ۔ ۔ ۔

بہاری۔ ارے تو کچھ فرماؤ بھی۔

سوبھدرا۔ وہ ہے نہیں۔ سوشی وہ جو تو یاد کیا کرتی تھی؟

سوشیلا۔ کچھ بتا دو۔ ویسے میں کیا بتاؤں؟

سوبھدرا۔ چل ہٹ بھی۔ بڑی آئی ہے۔ (دیا وتی ٹکٹکی باندھے بہاری سے) میں پوچھتی ہوں اس میں ایسی ہی نظمیں ہیں جیسی وہ تھی۔ کیا۔ ہاں۔۔ ہاں۔ دیکھو یاد آئی جاتی ہے۔ وہ ہے نہ

ٹوئنکل ٹوئنکل لٹل اسٹار

ہاؤ آئی ونڈر واٹ آئی آر

(بہاری قہقہہ مار کر ہنستا ہے۔ سوشیلا بھی ہنستی ہے)

بہاری۔ اس اصلاح کے ہم بھی قائل ہیں۔ سچ مچ اپنے آپ کو جاننا ہی بڑا ہم کو جاننا ہے۔ لیکن یہ شعر۔ یہ پوٹلی تم نے کہاں سے یاد کی۔؟

سوشیلا۔ میں بتاؤں۔ پاپا۔

سوبھدرا۔ چپ! خبردار!۔۔ ہیں!۔۔ ماروں گی نہیں تو!

بہاری۔ کوئی وجہ بھی۔ یونہی مارو گی۔ کہو اس سے کہدے وہ بات!

سوبھدرا۔ میں اب جاتی ہوں۔ کئی کام دیکھنے ہیں۔ رسوئیا نیا ہے۔ روز کوئی نہ کوئی چیز بگاڑ دیتا ہے۔

بہاری۔ اجی۔ ڈالو رسوئیے کو بھاڑ میں۔ ہمارے خانساماں کے ہاتھ کے کھانے کھاؤ تو نئے دانت آئیں۔ لو۔ آیہ آگئی بے بی کو اسے دیدو اور بیٹھو آرام سے (آیہ آتی ہے اور بچہ کو لیجاتی ہے بہاری سوشیلا کی طرف اشارہ کرتا ہے)

سوشیلا۔ پاپا۔ بھابو برسوں دہاری سے اور مجھ سے انگریزی اور سب کچھ سُنتی ہیں۔ پہاڑے سب انھیں نے یاد کرائے۔ (سوبھدرا اپنی ساڑھی کے گھیر سے کھیلتی جاتی ہے) ہم برسوں یہی سمجھا کئے کہ بھابو کو بہت کچھ آتا ہے۔

بہاری۔ (بیوی کی طرف محبت بھری نظر ڈالکر) برسوں کیا معنے۔ اب بھی تیری بھابو

ہم سب سے نگھڑ ہے۔ میں جو انھیں ہنسی میں کبھی کچھ کچھ کہہ دیتا ہوں تم لوگ اس کا خیال تک نہ کیا کرو۔ ہاں اور کیا کیا پڑھاتی تھیں؟

سوشیلا۔ (ہنستے ہوئے) اور وہ کیسا بانکا کی پوٹلی (سب ہنستے ہیں۔ سوبھدرا بھی ہنستی ہے)

بہاری۔ (ہنستے ہوئے۔ بیوی سے) واہ! یہ کس بانکے کی پوٹلی تا کی؟

سوشیلا۔ پاپا۔ وہ ہے نہیں۔ کیسا بینکا کی پوئم۔ وہ۔

بہاری۔ (پھر ہنسکر) اوچھا۔

سوشیلا۔ مگر لوکتی عین موقع پر تھیں۔ ہم تو اب بھی سمجھتے ہیں بھابو بڑی لکھی پڑھی ہیں۔ تلفظ ذرا۔

بہاری۔ ہاں۔ ہاں سچ ہے۔ تمھاری بھابو بڑی عالم اور دانا ہے۔

سوشیلا۔ جی ہاں جبھی تو۔ پاپا۔ ابھی تھوڑے دن ہوتے۔ ابھی تو۔ دہاری کو ثبا دھمکایا کہ تو وہ دھرم شاستر کی کتاب لیکے میرے پاس آجیمیں تیرا جی نہیں لگتا وہ پڑھتا ہی نہیں

بہاری۔ اچھا۔ مجھے آج معلوم ہوا کہ میم صاحب فرسٹ کلاس ٹیوٹر ہیں۔ آؤ سوبھا ان ڈبوں کو دیکھیں!

(بہاری اور سوبھدرا ڈبوں کو دیکھتے اور خوش ہوتے ہیں)

سوبھدرا۔ (سوشیلا کو پیار کرکے) سوشی۔ میری پیاری بیٹا۔ ایک بات مانے تو کہوں۔

سوشیلا۔ ہاں۔ مانونگی۔ کہو۔

سوبھدرا۔ یہ تین کتابیں جو ہیں نہ ایک غزلوں کی کتاب گیت کی اور دودھ انجیل کی۔ یہ مجھے دیدے (یہ سنکر سوشیلا کا منہ اتر جاتا ہے) اسکے بدلے میں جو چاہے مجھسے لے لے

سوشیلا۔ کیوں۔ یہ تو میں اپنی سہیلیوں کو دکھاؤں گی۔

بہاری۔ مجھے دیدے۔ یہ بھی خاصی ہوئی۔ بڑی آئی ہیں سسر بنکے۔

سوبھدرا۔ سنسر چوسر کی خبر نہیں۔ میں لڑکی سے بات کر رہی ہوں۔ آپ کیوں بیچ میں بولتے ہیں۔ سوشی۔ میں تجھے ایک چھوٹی سی شیشے کی الماری منوادونگی۔ سب کو

دکھا دکھا کر اس میں رکھ چھوڑیو۔ مگر کنجی اس کی مجھے دیدیجو۔

سوشیلا۔ یہ مانا۔ اور اس کے بدلے میں مجھے دو گی جو مانگوں؟

سوبھدرا۔ ہاں۔

سوشیلا۔ میری گورنس کو بڑے دنوں پہ ایک نیا جوڑا بنوا دینا۔

سوبھدرا۔ (مسکرا کر) وہ تیرے پاپا اس سے وعدہ کر چکے ہیں۔

بہاری۔ (گھبرا کر) ہاں کر چکے ہیں۔ پھر؟

سوبھدرا۔ پھر یہ کہ اس کا بل میں نہیں دوں گی۔

بہاری۔ نہ دینا۔ میں اپنے پاس سے دیدوں گا۔ مانا سال بھر کی پوشاک کا تم اُسے دے چکی ہو۔ ہوا کیا جو ایک فالتو ڈریس بنوا دی۔

سوبھدرا۔ (تیزی سے) وہ بھی ہیں اُسے دے چکی تھی سوشی کی سالگرہ پہ۔ یہ دو عملی مجھے پسند نہیں۔ آج اُسے ایک ڈریس مانگی کل کو وہ کوئی زیور مانگ بیٹھیگی۔ نا۔ تو تم سیکھے ہی نہیں۔ اور وہ تو اپنی بہن کا بھرتا بھر رہی ہے جو کانپور میں بیاہ کی فکر میں بیٹھی ہے۔

بہاری۔ (دروازے کی طرف) کوئی ہے یہ چلم بدلو (نوکر نئی چلم رکھ جاتا ہے اور پہلی لیجاتا ہے) اچھا صاحب۔ اب سے ہم کسی نوکر کو گھر کی تنگ نہ دیں گے۔ یہ دیکھو کیا اچھی کتاب ہے "عورت کی غلامی"

سوبھدرا۔ یعنے مرد کی مکنی عورت کی غلامی میں ہے (تبسم)

بہاری۔ (ہنسکر) قربان آپ کے حاشیہ چڑھانے کے اس کے معنی ہیں عورت کو مردوں نے غلامی کی حالت میں رکھ چھوڑا ہے۔

سوبھدرا۔ رکھا ہوگا کسی کو (تبسم)

(بہاری لال بیوی کی طرف دیکھکر مسکراتا ہی اور باقی کتابوں پہ سرسری نظر ڈالکر کہتا ہی)

بہاری۔ سوشی۔ تجھے بڑی اچھی اچھی کتابیں ملیں۔

سوبھدرا۔ لڑکی کی دُم نہ پھلاؤ۔ تعریفیں کرکے۔ سوشی۔ چل بیٹا۔ کپڑے وپڑے نکلوائیں

سوشیلا۔ ان کپڑوں میں کیا ہوا ہے؟

بہاری۔ وہاں دیسی کپڑے پہنکے جانا چاہیئے۔

سوشیلا۔ آپ تو جب لاٹ صاحب سے ملنے جاتے ہیں تو فراک سُوٹ پہنکے جاتے ہیں۔

سوبھدرا۔ بڑوں کی بات نہیں کاٹا کرتے۔

بہاری۔ مگر وہ خواہش اسی میں ہوتے ہیں کہ خاص خاص موقعوں پر ہم لوگ اپنا دیسی لباس پہنیں

سوشیلا۔ وہاں کوئی دربار تھوڑا ہی ہے۔

(گردھاری لال داخل ہوتا ہے۔ اچھے قد کا نوجوان۔ صوفیانہ انگریزی لباس۔ ڈاڑھی پھوٹنے کو ہے۔ موچھیں منڈھی ہوئی۔ سر سے ننگا۔ بی۔ اے میں پڑھ رہا ہے)

گردھاری۔ اور پاپا! سُنا کچھ آپ نے۔ سوشی مضمون پڑھتے پڑھتے گھبرا گئی ایک لفظ کو کچھ کا کچھ کہہ گئی۔

سوشیلا۔ گھبرا نہ گئی ہوں کہیں۔ پھر آپ ڈاکٹر کو دوڑے۔

بہاری۔ یہ ہم نہ مانیں گے کہ مس سوشیلا گھبرا گئیں۔

سوبھدرا۔ یہ اسے یونہی چڑھاتا۔ کھجاتا رہتا ہے۔

بہاری۔ اچھا وہ کیا لفظ تھا؟

گردھاری۔ یہ تھا پاپا۔ (ایک ایک حرف الگ الگ بولتا ہے) یہ اسے "ریشنال" کہہ گئی۔ یہ تو سکندر کی فوج نے بھی نہ کہا تھا کہ "دو راشن آرے" تو بڑھیں آگے پنجاب میں۔

سوشیلا۔ آئے ہیں وہاں سے بڑے ملٹن اور اوڈیسن بننے۔ بھاپا! ہماری اُستاد سر سے ہی ہیں خالص ولایتی۔ انکے ٹھہرے۔ گھوس۔ بوس۔ کہوسلہ ڈھکوسلہ دیسی دیشی آدمی۔ پھر ہمارے تلفظ کو ٹوکیں آپ! اچھا پاپا سے پوچھو۔

بہاری۔ ہماری کہتا ہوگا "ریشنیل"

گردھاری۔ جی۔

بہاری۔ اصل میں تلفظ کا معاملہ ہی بہت نازک ہے۔ خود انگلستان میں یہ حال ہے کہ آکسفورڈ اور کیمبرج کے تلفظ میں فرق ہے۔ اور یہاں تو صرف لفظ کے معنے سے مطلب رکھتے ہیں تلفظ اور ایکسنٹ کی پرواہ نہ استاد کرتے ہیں نہ شاگرد۔۔۔ تم میرے فیصلہ کے انتظار میں ہو۔ بھئی۔ سچ بات یہ ہے کہ تلفظ عام طور پر تو وہ ہے جو دھاری کہتا ہے۔ وہ ہندوستان میں غلط العام ہے۔ مگر سوشی جو کہتی ہے وہ صحیح ہے۔ اصلی تلفظ۔

(سوشیلا کھڑی ہو کر دونوں ہاتھوں سے تالیاں بجانے لگتی ہے گردھاری شرمندہ ہو جاتا ہے)

سوشیلا۔ آپ فرمایئے ڈاکٹر گردھاری لال صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ ڈی!

سوبھدرا۔ چپ بھی رہو بڑے بھائی کو اتنا نہیں کہا جاتے بیٹھ تو وہ بھی نکلا (سوشیلا بیٹھ جاتی ہے)

بہاری۔ وہ سوشی کے کپڑے تو بیچ میں ہی رہ گئے۔ دھاری! سوال یہ ہے کہ سوشی جو آج گورنمنٹ ہاؤس میں جائے گی تو کیا پہن کر جائے۔ یہی جو پہنے ہے یا دیسی کپڑے؟ تمھاری بھابو اور میں کہتے ہیں ساڑھی پہنے (تبسم) تمہاری کیا رائے ہے؟

سوشیلا (مسکرا کر) کیا اس کا فیصلہ ووٹوں سے ہو گا؟

بہاری۔ (مسکرا کر) آج کل کا سب سے اچھا طریق یہی ہے۔

سوشیلا۔ مگر چار ووٹوں سے کیا بنے گا؟ جو دو دو ووٹ ہر طرف ہو گئے؟

گردھاری۔ تو پاپا کا کاسٹنگ ووٹ ہو گا۔

سوشیلا۔ مجھے اسمیں اعتراض ہے۔ پاپا تو پہلے ہی اپنا ووٹ دے چکے۔

سوبھدرا۔ یہ اوٹ ووٹ کیا واہیات ہے! جو بڑے نے کہا۔ بچے نے کیا۔ (خاوند کی طرف) ان کی تو کمیٹیوں میں جا جا کر بگڑ گئی ہے عادت۔ پھر کہوں گی تو بُرا لگیگا۔ کیوں نہیں جھڑک کر کہتے کہ یہی کرنا ہو گا۔ بڑوں کو کچھ رعب بھی رکھنا چاہیئے۔

بہاری۔ (ذرا چڑھ کر) دھاری۔ پہلے یہ تو معلوم کر کے آؤ کہ زہرہ کیا پہنکے جائیگی۔

(گردھاری جاتا ہے اور اُلٹے پاؤں مع اسمٰعیل کے آتا ہے۔ اسمٰعیل گردھاری کا ہمعمر ہے وہی وضع قطع۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس کے ہاتھ میں ایک انو کیپ ہے)

گردھاری۔ یہ تو آپ ہی یہاں آرہے تھے۔

اسمٰعیل۔ (بہاری سے) آداب عرض ہو (سوبھدرا سے) سلام عرض کرتا ہوں۔ بھابو جی! اماں نے ایک پیغام دیا ہے۔

سوبھدرا۔ جیتے رہو۔ کیا فرمایا انہوں نے؟

اسمٰعیل۔ ایک ساڑھی مانگی ہے سوشی کی زہرہ کے لیئے۔ آج وہاں جانا ہے نہ۔ وہ پہنکے جائیگی۔ اماں کہتی تھیں شلوار پہنے۔ وہ بولی ہی سکول کے کپڑے پہنکے جائیگی۔ ابا نے کہا کسی کی بات نہ رہے۔ ساڑھی پہنکے جائے۔ اور اسکے پاس جو ہیں وہ بہت معمولی ہیں۔

سوبھدرا۔ دیکھا۔ سو سیانے ایک مت!

(مراری لال داخل ہوتا ہے۔ عمر میں بہاری لال سے کچھ کم۔ ڈاڑھی منڈھی ہوئی مونچھیں بڑی بڑی۔ پوشاک ٹھیٹھ انگریزی مگر سر پر سفید صافہ)

مراری۔ سچ کہا ہے۔ گھر گھر چولہے مٹیالے۔ ایک مس صاحبہ فرماتی ہیں شلوار نہیں پہنیں گی دوسری میڈموزل صاحبہ کا ارشاد ہے ساڑھی نہیں پہنیں گی۔ یہ تو جناب "ابتدائے علم ہے" کا مضمون ہے (تبسّم) بھائی یہ کیا کتب خانہ گود میں لیئے بیٹھے ہو؟

بہاری۔ یہ ہے سوشی کا انعام آج کا۔

مراری۔ سوشی تو آج سیدھے منہ بات نہ کریگی۔ کتابیں تو اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ کم سے کم جلدیں تو بڑی دلفریب ہیں۔ ہمیں بھی ہیں تو عمر بھر میں دو کتابیں انعام میں ملی تھیں۔ وہ بھی پاس نہ رہ سکیں

سوشیلا۔ کیا کیا آپ نے ان کا؟

مراری۔ بیچ ڈالیں۔

سوشیلا۔ بیچ ڈالیں؟

مُراری (بہاری سے) بھائی! وہ یاد ہوگا آپ کو۔ ایک دفعہ گرمی کی چھٹیوں میں ایک ہزار کے قریب سوال ریاضی کے دیئے تھے اور (اسمٰعیل کی طرف) آبا تیرے پڑھے نہیں علم حساب کو" چھٹیاں ختم۔ میں اپنی کاپی دے چکا اور میاں ابراہیم کی کاپی کوری۔ آخر دو دن باغ میں جاکر ان کی کاپی پوری کی۔ مگر وہ کہتے ہیں "تقدیر کند خندہ" مولوی محمد سعید بھانپ گئے پانچ پانچ روپیہ جرمانہ ٹھونک دیا اور چٹکیوں سے باہیں سجادیں وہ الگ۔ بھائی۔ انکی انگلیوں میں کتنی طاقت تھی۔ اگر وہ بین بجاتے تو مصری رام کو مات کر دیتے۔ خیر اب کریں تو کیا؟ گھر سے مانگیں تو کس منہ سے؟ شرم، غیرت اور خوف مانع۔ بچوں کے پاکٹ منی کا ان دنوں دستور نہ تھا جو ضرورت ہوئی گھر سے مانگ لیا۔ آخر وہ کتابیں بیچکر جرمانے بھرے۔

بہاری۔ بھرے ہوں کہیں (تبسم) وہ میرا ایک روپیہ کا چیلنج تو بھول ہی گئے۔

مُراری (ہنسکر) ہاں ہاں۔ یاد ہے۔ اسمیں میرا بھی تو زر رو فنڈ تھا۔ تھوڑا ہی سہی۔ اچھا۔ سوشی۔ بتا وہ چیلنج کیا تھا۔ قیاس دوڑا ذرا۔

سوشیلہ۔ میں کیا جانوں۔ ہوں گی دو اٹھنیاں۔

مراری۔ غلط۔ گردھاری تو بوجھ۔

گردھاری۔ تو چار چونیاں ہوں گی۔

مُراری۔ بالکل صحیح یہ بھی نہیں۔ اسمٰعیل تم کیا کہتے ہو؟

اسمٰعیل۔ ممکن ہے کچھ دونیاں بھی ہوں۔

سوشیلا۔ اکنی۔ اکنی بھی تھی اس میں۔

مُراری۔ غلط۔ سب غلط (تبسم) تم لوگ بہت موٹی سمجھ کے ہو۔ اکنیاں جب چلی ہی نہ تھیں یہ اکنی بھی بڑی نکمّی چیز نکلی ہے۔ یورپین تو رہے فائدے میں۔ اب وہ دونی کی جگہ اکنی دیتے ہیں۔ پیسے وہ جیب میں رکھتے ہی نہ تھے۔ لیکن اکنی نے ہماری جیبوں سے پیسے باہر کردئے ہم اب ایک پیسے کی جگہ اکنی دیتے ہیں۔

سوشیلا۔ اچھا۔ وہ چینج تو بتاؤ کیا تھا۔ پیسے ہونگے پیسے۔

مُراری۔ بھئی۔ یہ نہیں بدی۔ مجھ سے بیبیوں کا نام سُنا تو کہنے لگی پیسے ہونگے پیسے۔ ہاں پیسے بھی تھے۔ اور وہ بھی جو اوروں نے کہا ہے۔ مگر ابھی میزان پوری نہیں ہوئی۔ لو سُنو۔ اس چینج میں ایک اٹھنی۔ ایک چونی۔ ایک دونی۔ چار پیسے اور باقی کوڑیاں تھیں ایک آنہ کی اب اگر یہ پوچھوں کہ یہ چینج آیا کہاں سے تو تمہارے فرشتوں کی عقل میں بھی یہ بات نہ آئیگی ہم کو جو کچھ سکول میں ناشتہ کے لیئے ملتا تھا یہ اسکی بچت تھی۔ اس کا مہینے کے اخیر میں سب سے بڑا سکہ جو بنتا جیسے چونی یا اٹھنی وہ بنا کر رزرو فنڈ میں ڈالا جاتا تھا۔ سوشی تیرے مضمون کی بہت تعریف سُنی ہے مجھے دکھائیو۔ ضرور۔ دیکھوں تو تیرے خیالات کی پرواز کیا ہے۔

سوشیلا۔ بڑی خوشی سے۔

بہاری۔ جتنے دن تم باہر رہے اسنے بڑی ترقی کی۔ اب تو پتے نکات لکھ لیتی ہے اور استدلال کی طاقت اسنے کتنی پیدا کر لی ہے اچھا مُراری وہ جُوٹ کا معاملہ ٹھیک ہو گیا۔ کلکتہ میں؟

مُراری۔ جی ہاں۔ اسی کے کاغذ آپ کو دکھانے آیا تھا۔

بہاری۔ کام بھی چلے گا؟

مُراری۔ کئی لاکھ کا ٹھیکہ تو امریکہ سے ہو گیا۔

بہاری۔ جرمنی سے جُوٹ کی بڑی مانگ رہتی ہے اور وہ بھاؤ بھی سب سے اچھا دیتے ہیں۔

مُراری۔ دُرست ہے لیکن میں جو جرمنی میں دو مہینے رہا تو مجھے وہاں کی ہوا میں بارود کی بُو آئی۔

بہاری۔ تعلقات تو ہمارے اُن کے کشیدہ ضرور ہیں۔

مُراری۔ جی ہاں۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہاں ایک سخت اور عالمگیر لڑائی کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ میں سب جگہ پھر پھرا کر اس نتیجے پر پہنچا کہ جنگ کا خوف تو ہر کہیں ہے مگر تیاریاں صرف جرمنی میں ہو رہی ہیں۔ یا کچھ فرانس میں۔ انہی باتوں سے میں نے جرمنوں سے کوئی معاملہ نہیں کیا۔ ہاں رنگ بہت سا خرید لیا ہے۔

سوبھدرا۔ اب تک یہ سُنا کرتے تھے روسی آئیں گے۔ ان کا تو منہ کالا کیا پر میشر نے
اَب یہ موئے جرمن نئے پیدا ہو گئے۔

مُراری۔ بھابھی۔ کوئی آئیگا نہ جائیگا۔ لڑائی اگر کبھی ہوئی بھی تو جہاں ہوگی وہاں ہوگی یہاں سب خیریت رہیگی۔ اور ہو ہی نہیں شاید۔ بہاری باتیں تو ساری اٹکل پچّو ہیں۔ سوشی آج تو لاٹ صاحب کے ہاں چلائے پینے جائیگی؟ پھر تو ہم کالے آدمی تیری نظروں میں کیا جچینگے۔

سوشیلا۔ تم تو چڑاتے ہو۔ یونہی۔ مراری دادا۔ (بہاری اور سوبھدرا سوشیلا کو آنکھیں دکھاتے ہیں۔ مُراری مُسکراتا ہے) چاچا جی اور بھی سُنا آپ نے کچھ۔ بُلایا تو ہے بس مجھ کو۔ اور بھابو کہتی ہیں وہ بھی جائیں گی۔ اکیلا نہیں جانے دیں گی۔

مُراری۔ خوب "بیٹی بُلائی۔ ماں بھی آئی۔ بڑھا چاہے میں پانی" پھر کیا ہے کہاوت یوں بدل جائے گی۔ سچّی تو بھی ہے اور بھابھی بھی۔

سوشیلا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اچھا اسمعیل۔ تمھاری اماں جائینگی زہرہ کے ساتھ؟

اسمعیل۔ یہی مسئلہ وہاں درپیش ہے۔

مراری۔ جی ہاں مضمون واحد ہے غرضکہ

(خدمتگار چاندی کی رکابی پر ایک چٹھی رکھکر لاتا ہے۔ بہاری اُسے کھولکر پڑھتا ہے)

بہاری (نوکر سے) کہو سلام دیا ہے (سوبھدرا سے) لیجیے یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ لیڈی صاحبہ مسز لال کو بھی بلاتی ہیں (اسمعیل سے) ایسا ہی خط تمھارے ہاں بھی آیا ہوگا۔

اسمعیل۔ ضرور بھابو جی۔ ایک عرض کرنی تو بھول ہی گیا۔ اماں نے کہا تھا سوشی اور زہرہ ساتھ ہی جائیں۔ اب اماں اور آپ بھی جا رہی ہیں آپکی بڑی موٹر میں سب آجائینگے۔

سوبھدرا۔ نہ بھئی۔ موٹر وٹر میں نہیں میں تو اپنی گاڑی میں جاؤنگی۔ اسی میں چلیں دونو بچیاں شوق سے

مُراری۔ ایسے موقعوں پر موٹر کی زیادہ قدر ہوتی ہے۔ وہ آگے کو کھڑی کی جاتی ہیں۔ اور گھوڑے کی گاڑیاں اُن کے پیچھے۔

سوبھدرا۔ موٹر مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ ایک تو ہانکنے والے نرے وحشی۔ کوئی بمبئی کا تو کوئی بنگالی۔ کوئی لنکا تو کوئی برہما کا۔ انکی بولی ہم سمجھیں نہ وہ ہماری۔ جانور کہیں کے۔ بڑے آئے ہیں صاحب لوگ بنکے۔ صورت دیکھو تو اُلٹا توا۔ آدمیت پاس نہیں پھٹکی۔ ایک دن کیا ہوا ہم کہیں جارہے تھے (خاوند کی طرف اشارہ) اِنھیں ذرا آنے میں دیر ہوئی۔ مَیں موٹر کے پاس آگئی تھی۔ وہ جھٹ سے لپکا۔ دروازہ کھولا اور میرا ہاتھ پکڑ کے سوار کرانے لگا۔ میں نے اُسے وہیں جھڑک دیا۔ پھر اُسنے بڑی شکایت کی کہ "میم صاحب اَمرا اَپمان کرتا"۔ (سب ہنستے ہیں)

مُراری ۔ اچھا اَور کیا نقص ہے موٹر میں؟

سوبھدرا۔ اور یہ کہ جہاں اُنکی کوئی کل بگڑی اور موٹر رُکی۔ بس پھر کیا ہی چاروں طرف ایک بھیڑ لگ جاتی ہے۔ اندر بیٹھنے والا چرسا بنجاتا ہی۔ کوئی کہتا ہی "اسکے بنانیوالے کا نام لو" کوئی کہتا ہی "جہانیاں جہاں گشت کی نذر بولو" کوئی پھبتی اُڑاتا ہی "نیلامی کی ہے بھئی نیلامی کی ہی"۔ انسان خواہ مخواہ کھسیانا ہوتا ہے اور ایک مُصیبت میں پڑجاتا ہے۔

گردھاری ۔ چاچا جی۔ ایک تعریف بھی بتاتی ہیں بھابو۔ موٹر میں۔

(بہاری ہنستا ہی۔ سوبھدرا ایک کتاب اُٹھاکر بناوٹی خفگی سے گردھاری کو دھمکاتی ہی)

مُراری ۔ بھابھی۔ میں نے تو تمھارے مُنہ سے موٹر کی تعریف کبھی نہ سُنی۔

بہاری ۔ مَیں سُناؤں۔ ان کا قول ہی کہ موٹر میں ایک تعریف کی بات ہی۔ اور وہ یہ کہ سن سے نکلجاتی ہی کسی نے دیکھا کسی نے نہ دیکھا۔ اندر بیٹھا ہو مشکل سے پہچانا جاتا ہی (سب ہنستے ہیں)

مُراری ۔ بھابی کا یہ خیال بہت ٹھیک ہی۔

سوبھدرا۔ (اُٹھکر) مَیں اب جاتی ہوں۔ کپڑوں ملبوں کو دیکھوں۔

(سوبھدرا اور سوشی۔ گردھاری اور اسمعیل سب چلے جاتے ہیں۔ نوکر دو ملاقات کے کارڈ ایک رکابی میں لئے آتا ہی۔ بہاری کو پیش کرتا ہی۔ وہ ان پر نظر ڈالتا ہے۔)

بہاری ۔ او۔ مسٹر اور مسز جیکبسن۔

مراری۔ میں دفتر کے کمرے میں چلا جاتا ہوں۔

بہاری۔ (اُٹھتے ہوئے نوکر سے) یہ حقہ وقہ لیجاؤ اُٹھا کر یہاں سے (مراری سے) بیٹھو بھی۔ مسٹر جیکسن عجیب کیرکٹر ہی۔ کسی رشی کی روح ہی۔ شادی اس شرط پر ہوئی کہ میاں بیوی ناچ کی دعوت نہ کسی کی منظور کرینگے اور نہ کسی کو دینگے۔ تمھاری بھابھی کے اور اُس کے خیالات بہت ملتے ہیں مجھ سے سول پروسیجر اور روسے نیو کوڈ تھوڑا سا سمجھا تھا۔ جب سے اُستاد کی سی عزت کرتا ہی۔ دونوں ہیں بڑے نیک اور محبتی میں تو تھیں لنکے ہاں لیجانے ہی کو تھا۔

(بہاری مہمانوں کو لینے جاتا ہی۔ گھبراہٹ میں نوکر سے حقہ گر جاتا ہی۔ اسی کیفیت میں وہ مع مہمانوں کے داخل ہوتا ہی۔ جیکسن نہایت وجیہ بلکہ خوبصورت آدمی ہی فرانسیسی ڈاڑھی مُنہ پر ہے۔ بدن پر معمولی سوٹ۔ برٹی (مسز جیکسن) ایک اچھے قد کی حسین عورت ہے)

جیکسن۔ رائے صاحب۔ اسی سے تو میں آپ سے کہا کرتا ہوں کہ ڈرائنگ روم میں حقہ نہ پیا کریں۔

بہاری۔ (شرمندگی سے) یہ نوکر حد کے بے تمیز ہیں۔

جیکسن۔ بے شک بہت بے تمیز ہیں جو آپ کے حکم سے حقہ یہاں لے آتے ہیں اور ان قیمتی قالینوں پر رکھدیتے ہیں۔

برٹی۔ ہم آپ کو مبارکباد دینے آئے تھے۔ سوشی نے بڑا انعام پایا۔

بہاری۔ آپ کی اس مہربانی کا دل سے مشکور ہوں۔ آئیے مسٹر جیکسن اپنے بھائی سے آپکی ملاقات کراؤں! مسٹر مراری لال۔ مسٹر ولیم جیکسن (دونوں کھڑے ہوکر تپاک سے ہاتھ ملاتے ہیں)

جیکسن۔ مجھے آپ سے ملاقات کرنے کا فخر ہے۔

مُراری۔ فخر میرا حصہ ہے۔

جیکسن۔ اجازت دیجیے کہ مسز جیکسن سے آپ کی ملاقات کراؤں مسٹر مراری لال آف

جُوٹ کا رنر فیم ۔ مائی وائف

برٹی مجھے آپ سے ملکر بڑی خوشی ہوئی ۔ بھابو اکثر آپ کا ذکر کیا کرتی ہیں ۔

مراری ۔ مجھے اعزاز ہے کہ آپ سے مُلاقات ہوئی (سب بیٹھ جاتے ہیں)

جیکسن ۔ کیا واقعی آپ کا جُوٹ کارنر بالکل قائم ہوگیا ۔

مراری ۔ یہ تو انگلش مین کی گپ ہے ہاں کلکتہ میں جُوٹ کے بیپار کے متعلق ہماری کمپنی کو بڑی کامیابی ہوئی ۔ ہماری کوشش ہے کہ ہمارے ملک کی پیداوار جو رس اور کو جائے وہ ہمارے ہاتھوں ہی کیوں نہ جائے ۔

جیکسن بہت مناسب خیال ہے ۔

مراری ۔ (برٹی سے) بھابی آپ کی ذہانت کی تعریف کیا کرتی ہیں کہ بہت جلد آپنے ہندوستانی سیکھ لی ۔

برٹی ۔ یہ گھر ہمارا گورو گھر ہے ۔ وہ لی خاوند کا شاگرد ۔ میں بیوی کی ۔ میں نے تو بدلا لینا چاہا تھا مگر انھوں نے انگریزی پڑھنا مانا ہی نہیں ۔

بہاری ۔ آج وہ اور سوشی گورنمنٹ ہوس میں جا رہے ہیں ۔

برٹی ۔ یہ کیا ۔ مجھے انھوں نے ساتھ چلنے کو نہیں کہا ! خاص دعوت ہوگی ؟ نہیں تو جب کہیں وہ پارٹی میں جاتی ہیں تو مجھے ضرور ساتھ لیجاتی ہیں اور سارے وقت میں ایک منٹ کو بھی الگ نہیں ہوتیں ۔

جیکسن ۔ ہندوستانی لیڈیوں کی یہ حیا داری اور جھجک مجھے تو بڑی بھلی لگتی ہے ۔

برٹی ۔ (مسکرا کر بہاری سے) جبھی تو میں کہتی ہوں آپ کے دوست کو اَب سے دو سَو برس پہلے پیدا ہونا چاہیئے تھا ۔

بہاری ۔ مراری کا بھی یہی حال ہے (تبسم)

(سو بھدرا داخل ہوتی ہے ۔ اور جیکسن کو دیکھکر ٹھٹک رہتی ہے جھجکتی ہے اُسکے پانو پھراتا

چاہتی ہے مگر قدم نہیں اُٹھتے۔ اُسکی یہ حالت ہے۔ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ بہاری یہ کیفیت دیکھکر کھڑا ہو جاتا ہے اور بیوی کیطرف بڑھکر جیکسن کو اشارہ کرتا ہے وہ اُٹھ کر اُدہر کو آتا ہے۔)

بہاری۔ آپ کی شاگرد کے خاوند مسٹر جیکسن۔ مائی وائف۔ یہ انگریزی نہیں جانتیں

(دونوں تکلف سے ملتے ہیں)

جیکسن۔ میں تو ہندوستانی جانتا ہوں (سوبھدرا سے) مجھے آج آپکے درشنوں سے بڑی عزت حاصل ہوئی۔ آپ اسے چاپلوسی کہیں گی برٹی سے اکثر کہا کرتا ہوں یہ بہت آئیڈیل لیڈی

سوبھدرا۔ یہ صرف آپ کی عنایت ہے۔ میں تو ایک معمولی جاہل عورت ہوں (خاوند کی طرف دیکھکر مسکراتی ہے۔)

جیکسن۔ مگر رائے صاحب تو ہمیشہ یہی کہا کرتے ہیں۔ کہ سارا گھر آپ کے ہی دم سے چلتا ہے۔ آپ کے انتظام کی ہمیشہ تعریف کیا کرتے ہیں۔

سوبھدرا۔ (تبسم) یہ اُنکی (خاوند کی طرف) بھی عنایت ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ میرے جیسے خیالات آجکل پُرانے اخباروں کی ردّی کی مثال ہیں۔

جیکسن (نہایت خلوص اور سرگرمی سے) معاف کیجئے مجھے فخر ہے کہ میں آپ کے خلاف رائے رکھتا ہوں۔ اگر آپ کے جیسے خیالات کے آدمی یہاں نہ ہوتے تو یہ سوچنے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کا حال کیا ہوتا۔ کوئی ریل کا انجن بغیر بریک کے نہیں بنتا۔ موٹر کار چلانے کا لائسنس اُس وقت دیا جاتا ہے جب ایک ڈرائیور اور باتوں کے سوا بریک لگانے میں پورا مشاق ہو ہندوستان ہی میں نہیں ان خیالات کی ضرورت ہمکو اب یورپ میں محسوس ہو رہی ہے۔

سوبھدرا۔ اگر میں نے برٹی سے اسقدر آپ کی نسبت نہ سنا ہوتا تو بیشک اسوقت مجھے یہ گمان ہوتا کہ یہ صرف سوشل چاپلوسی ہے۔ اور اس کا ثبوت ہے کہ آپ علم مجلس کے خوب ماہر ہیں۔ مگر میں خوش ہوں کہ آپ کچھ میرے ہم خیال ہیں۔ اگر آپ انہی باتوں کو لکھکر چھپوا دیں تو لوگوں کو کتنا فائدہ ہو۔

جیکسن - بیشک یہ مجھے ابتک نہ سوجھی - اور جو کبھی خیال بھی آیا تو برٹی نے اُس پر ٹھنڈا پانی ڈالدیا یہ کہکر کہ پاگل ہوئے ہو - لوگ بہروپیا سمجھیں گے -

سوبھدرا (مسکراکر) معاف کیجے - یہ ہے وکیلوں کی سی بات - برٹی ایسی ہرگز نہیں

برٹی (مسکراکر) تھینک یو ..... ولی ان کو باہر جاتا ہے - بہتر ہے کہ ہم اب اجازت لیں

جیکسن (کھڑا ہوکر) اوہ - ہاں (سوبھدرا سے) اب اجازت چاہتا ہوں -

(سب کھڑے ہوکر رخصت ہوتے ہیں)

جیکسن - نہیں رائے صاحب - تکلف نہ کیجے -

بہاری اچھا مراری تم ذرا انھیں رخصت کر آؤ!

(برٹی جیکسن اور مراری چلنے لگتے ہیں)

برٹی - ولی تم بھی حد کے بدحواس ہو - سوشی کے انعام کا ذکر کرنا تو بھول ہی گئے - سب سے زیادہ حقدار مبارکباد کی تو بھابو تھیں - مقدمے کیا کرتے ہو کے تم کرٹ ہیں -

(جیکسن نہایت شرمندہ ہوتا ہے اور اس طرح سوبھدرا کی طرف دیکھتا ہے جیسے خون بخشواتا ہو)

سوبھدرا - برٹی - تم شریر بھی ہو - مسٹر جیکسن میں سچ کہتی ہوں اس خوشی میں ہم چاروں برابر کے حصہ دار ہیں - کیا یہ سچ نہیں کہ سوشی آپ کی بیٹی ہوتی تو اس سے زیادہ محبت اس کے ساتھ ہونی ناممکن تھی - اپنے آپ کو کوئی مبارکباد نہیں دیتا -

(جیکسن ایک لمبی سانس لیتا ہے - جیسے اس کے دل سے ایک بوجھ اُترا - رخصت کے مراسم پھر طے کرکے جیکسن اور برٹی جاتے ہیں - مراری انھیں رخصت کرنے جاتا ہے -)

سوبھدرا (کچھ تیور سے) اسکے کیا معنی؟ تم نے مجھے کیوں نہ کہلا بھیجا کہ یہ یہاں آئے ہوئے تھے -

بہاری۔ سوبھا۔ پیاری سوبھا۔ تو نے آج کمال کر دیا۔ ایسی موزوں اور پنی تُلی باتیں کہیں کہ بس دنگ رہ گیا۔ مجھے تو ڈر تھا کہ ہول کے مارے گھگّی بندھ جائیگی۔

سوبھدرا۔ میری بات کا جواب دو پہلے!

بہاری۔ یہ ساڑھی تو آج غضب کی بہار دے رہی ہے۔ ذرا ادھر کو آنا ایک بات کرنی ہے کان میں۔

سوبھدرا۔ اپنے کان ہی میں کہہ لو۔ (ہاتھ بڑھا کر ایک کُشن اٹھا لیتی ہے)

بہاری (کُشن کی طرف ہاتھ بڑھا کر) اونھ۔ دیکھنا نازک کلائی نہ اتر جائے کہیں! لاؤ۔ اسے جہاں رکھنا ہے میں رکھ دوں۔

سوبھدرا۔ یہاں رکھنا ہے یہاں۔

(وہ کُشن بہاری کے سر پہ رکھ دیتی ہے اور مسکراتی ہے۔ وہ سر ہلا کر اسے گرا دیتا ہے)

واہی تباہی باتیں بنانی بہت آتی ہیں۔ (مراری واپس آتا ہے) میں اب جاتی ہوں۔ دیر ہوتی ہے

(سوشیلا۔ زہرہ۔ گردھاری اور اسمٰعیل داخل ہوتے ہیں)

زہرہ۔ بھابو جی۔ اماں انتظار کر رہی ہیں۔ کہتی ہیں وقت نکلا جا رہا ہے چلئے جلدی!

سوبھدرا۔ اور یہ پچھیرا پلٹن مجھے لینے آئی ہے؟

(سوبھدرا سب بچوں کو اپنے ارد گرد لئے رخصت ہو جاتی ہے)

بہاری۔ کیا پیارے بچے ہیں! (مراری چپ اور سوچتا رہتا ہے)

مراری۔ کیا؟ کیا کہا آپ نے؟

بہاری۔ کیا مراقبہ میں گئے تھے؟ میں کہہ رہا تھا کیا پیارے بچے ہیں!

مراری (رکھائی سے) اپنے بچے ہر کسی کو پیارے معلوم ہوتے ہیں اور اپنے پیاروں کے بھی۔

بہاری۔ (مسکرا کر) تم تو جیسے لڑنے پر آمادہ ہو۔

مراری۔ نہیں میں سوچ رہا تھا کہ کیا ہوگا جب یہ لڑکیاں عورتیں اور یہ لڑکے مرد بنیں گے؟

بہاری۔ تو تارتھ پول ہیں یدھشٹر کا راج اجیشیک ہوگا (قہقہہ)

مراری (متانت سے) بھائی یہ باتیں ہنسی میں اڑانے کی نہیں۔

بہاری۔ کیا کسی اڑیوپوں سے پلا بھڑا یا کوئی فورچوں سیلر ملا تھا رستے ہیں؟

مراری۔ آپ پھر ظرافت کی لیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں سوچئے ابھی وقت ہے۔ جب یہ لڑکیاں جوان ہونگی تو انھیں کہاں بیاہیں گے؟

بہاری۔ دیکھ لیں گے جب وہ وقت آئے گا۔

مراری۔ تب وہی آپ کا قانون میعاد عارض ہوگا۔ بھائی وہ وقت اب ہے اگر تم چاہتے ہو تمھاری مرضی کے خلاف شادی نہ ہو یا یہ کہ تمھیں شادی کا ارادہ فسخ نہ کرنا پڑے تو۔

بہاری۔ جی ہاں۔ کیوں نہیں ابھی سے کردوں۔ اور ساری تعلیم کو خاک میں ملادوں

مراری۔ میں نے کب کہا ابھی سے انکی شادیاں کردو۔ میں تو یہ کہنے کو تھا کہ انکی تربیت کی طرز کو بدلو۔ آپ نے ختم کرنے سے پہلے ہی بات کاٹ دی۔

بہاری۔ تو اس میں بہت بڑا فرق نہیں۔ ساری دنیا میں پھر کر یہی گر سیکھا ہے آپ نے۔

مراری۔ یہ آپ نے سچ کہا۔ بالکل سچ۔ آپ کو معلوم ہے جو نتیجے میں نے اپنے مشاہدوں سے نکالے ہیں۔ ہوم لائف جیسی شانتی اور ہم آہنگی کی ہمارے وطن میں ہے اسکا عشر عشیر بھی مغربی دنیا میں نہیں پایا۔ مستثنیات کا ذکر نہیں۔

بہاری۔ برا نہ ماننا۔ تمھاری وہ مثل ہے "چوں بیایہ ہنوز" اس تمام سفر اور سیاحت کا تم پر کوئی اچھا اثر نہ ہوا۔ بس ایک روپیہ کمانے کا پہلو ہر وقت سامنے رہا۔

مراری۔ یہ تو آپ کی زبردستی ہے اصل یہ ہے کہ میں دنیا میں جی خوش کرتا۔ ولا کو ٹھیول کے ڈیزائن۔ فنون نفیسہ کے ماسٹر پیس اور سٹیج کے مشاہیر یا سینما کا رفوٹو بوڑتا نہیں پھرا میرا مطالعہ میرا مضمون وہاں کے لوگ تھے اور انکی زندگی۔ اور چونکہ میرا مشن تجارتی تھا۔ اسلئے کیا گھر اور کیا سٹیٹ دونوں کے تمدن کی چھان بین کرنی پڑی۔ ایک دوالیہ قوم یا انسانوں

کی اس جماعت کے ساتھ جو فضول خرچ۔ بدرسم یا بداخلاق ہو تجارتی تعلقات پیدا کرنا یا روا نہیں ہوتا۔ غرض کہ اس سلسلے میں وہاں کی ساری سوشل حالت آئینہ ہوگئی۔ خیر دور کیوں جاؤ یہیں اپنے ملک میں دیکھ لو کہ ابھی سے بچوں۔ خاصکر لڑکیوں پر جسے اعلیٰ تعلیم کہتے ہیں۔ اس کا اور از حد آزادی کی تربیت کا کیا۔ اثر ہوا ہے۔

بہاری۔ (چڑھکر) کیا ہوا ہے؟

مراری۔ (سنجیدگی سے) یہ ہوا ہے کہ دادی کنوئیں میں ڈوب مری باپ فقیر ہوگیا ماں کو ایسی بیماری لگی کہ مردے سے بدتر ہوگئی خاندان نے سب لڑکے اور لڑکیاں پڑھنے سے اٹھا لئے

بہاری۔ واہ بہت اچھی پہیلی سنائی آپ نے!

مراری۔ میں کسی کی بہو بیٹیوں کے نام گنانا پسند نہیں کرتا۔ آپ پہیلی بجھانا چاہتے ہیں تو سنئے مسز شرما اول ہی مرتبہ زچہ خانہ کی بھینٹ ہوئیں۔ مسز سنگھ کا کوئی بچہ جیتا ہی نہیں مسز چوپڑہ نے قسم کھائی ہے ماں بننے کی۔ مس چوراہی آنکھوں کو رو بیٹھیں۔ مس ڈوبے دق کی نذر ہوئیں مسز باجپئی ہر موقعہ پر زنانہ ہسپتال کو فخر بخشتی ہیں مگر ہمیشہ خالی گود ہی واپس آتی ہیں مس ساہنی نے ہاضمہ کو بلا میعاد رخصت دے رکھی ہے مسز کھنہ کو میڈیکل بورڈ نے یہ فتویٰ دیا کہ اگر آپ کے انھیں ماں بننے کا چاؤ ہوا تو مسٹر کھنہ کے لئے اچھی سی بیوی ڈھونڈ رکھیں۔ مسز ورما نے خاوند کو آزاد کر دیا کیونکہ مزاجوں میں اختلاف ہے۔ مس اگروال کو شادی منظور ہی نہیں زیادہ کیا کہوں سب اپنے عزیزوں۔ دوستوں کی بیویاں بیٹیاں ہیں۔ سب سے پہلے تو وہ ہماری سودیشی بہنیں ہیں۔۔۔ یہ ٹائپ ہیں صرف۔ ہماری اُن لڑکیوں کے جنکو اعلیٰ یا باقاعدہ مغربی تعلیم و تربیت دی گئی۔ کیا آپ ان نمونوں کو پسند کرتے ہیں؟ کیا آپ انہیں اور انھیں کی سگی یا رشتہ کی بہنوں میں کوئی اخلاقی یا جسمانی فرق نہیں معلوم کرتے جنکو تعلیم تو دی گئی مگر دوسری قسم کی؟ اِن نتیجوں کو ہونہار نہیں کہہ سکتے۔ ملکی ترقی اور سوشل اصلاح کی تعمیر اِن بنیادوں پر نہیں اُٹھ سکتی۔

بہاری۔ (سنجیدگی سے) ہم اِن چند نظیروں سے کوئی کلیہ اخذ کرنے کو تیار نہیں

مگر ہاں یہ نام تو تم نے بڑے گلے سے لے ڈالے مسٹر شنکر اور مسٹر حق کو کیا کہتے ہو۔

مراری۔ بہت اچھا کہتا ہوں۔ مگر ان دونوں لیڈیوں کی تعلیم دیسی تھی بدیسی نہیں اگرچہ وہ انگریزی بھی اچھی جانتی ہیں۔ آپ خوب جانتے ہیں انہیں سے ایک وقابلہ کی پڑھی ہوئی ہے اور دوسری مدرسہ نسواں کی۔ آپ کے اِن گرٹنوں کی نہیں۔ آپ شاید یہ سمجھتے ہیں کہ میں سرے سے لڑکیوں کی تعلیم کا دشمن اور "اشٹاپد کا بھوبت گوری" کا[1] معتقد ہوں میرا مسلک یہ ہے کہ لڑکے اور لڑکی کی شادی اس وقت ہونی چاہیئے جب انہیں تندرست اور صحیح دماغ کے بچوں کا باپ اور ماں بننے اور انکا اور اپنا ہر قسم کا بوجھ اٹھانے کی پوری قابلیت آجائے۔ رہی تعلیم اس کا میں دل سے حامی ہوں۔ لیکن جس تعلیم کے بعد ہندوستانیت ہم میں سے باہر ہو جاتی ہیں اس کا سخت مخالف ہوں اسی سے تو یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم جو اپنی لڑکیوں کو ان یورپین تعلیم گاہوں میں بھیجتے ہیں تو کیوں؟

بہاری۔ مراری میں دیکھتا ہوں کہ تم میں معکوس ترقی ہو رہی ہے۔ ہاں کا تم کب تک تنہا دوگے کہ ساہوکارے اور بیوپار کے لئے پادھے کے رٹائے ہوئے ڈھونچے پونچے ورلنڈے کافی ہیں۔ تم تو پورے مارواڑی ہوتے جاتے ہو" سعادت "

مراری۔ آپ پھر مخول میں بات اڑانے لگے۔ بھائی جان! میں پوچھتا ہوں کہ یہ سکول اور کالج جن میں اپنی صاحبزادیاں بھرتی کرانے کو ہم لوگ کتنا جدوجہد کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے میں ہندو نہیں بدھ ہوں۔ کوئی اپنے یورپین ملنے والوں سے بھیک مانگ کر سفارشی چٹھیاں بنتا ہے۔ کوئی اپنے نام کو یوں لکھتا ہے کہ "شب شنکر" کا "شیپ شنکس" بنا جاتا ہے کوئی "جگیشن" کا "جیکسن" اور "من موہن" کا "مین مُہون" (Mann Mahon) بنا یا بگاڑ کر لکھتا ہے۔ ہاں تو میں یہ کہتا ہوں کہ یہ تعلیم گاہیں ہماری لڑکیوں کی تعلیم کے لئے نہیں بنی تھیں۔ پھر کیسے ہماری زندگی کی حالتوں کے مطابق بیٹھ سکتی ہیں۔ اور پھر یہ سوال

---

[1] شیگر بودھ کا ایک قول جو لڑکیوں کی چھوٹی عمر کی شادی کے حق میں نقل کیا جاتا ہے۔

تربیت کا جو لڑکیاں گھروں میں ہی پڑھتی ہیں وہاں بھی پیٹ بھراؤ سے زیادہ مغربی آب و ہوا اُنکے لیئے مہیا کیجاتی ہے۔ یورپین یا گنگا جمنی گورنس تو آجکل امارت کا ایک نشان ہے۔ قصور نہ اُن درسگاہوں کا ہے نہ بیچاری لڑکیوں کا۔ بلکہ اس بیہودہ اور چھچھورے چاؤ اور اندھی تقلید کا۔

بہاری۔ جب انگلستان کی عورتوں میں اعلیٰ تعلیم پھیلنی شروع ہوئی تو وہاں بھی اسی قبیل سے اُسکی مخالفت ہوئی تھی۔ ایک دفعہ پنچ نے بلوسٹاکنگ کی ایسی ڈراؤنی۔ گورستانی تصویر بنائی کہ اُسے بچوں کو دکھا دکھا کر ڈرایا کرتے۔ لندن پنچ کا وہی کارٹون شاید تمھارے ذہن میں ہے

مراری۔ یہ تو ہے وہی دلّی کی بات۔ یورپ کا جو آپ کہیں وہ بیشک بہت سی باتوں میں ہم سے افضل ہے۔ لیکن اسکے ساتھ یہ بھی ماننا پڑیگا کہ یورپ میں جو حالت گرہست کی آج ہو رہی ہے خود یورپ والوں سے پوچھئے کہ کیسی ہے۔ آپ اس سے منکر نہیں ہو سکتے کہ آجکل وہاں کتنا شور گھریلو زندگی کے سدھار کا ہو رہا ہے۔ بعض کو چھوڑ کر وہاں عام کیفیت یہ ہے کہ کیا مرد اور کیا عورت دونوں میں بیاہ سے پرہیز بڑھتا جاتا ہے۔ قوموں کی آبادیاں گھٹ رہی ہیں۔ گھروں میں شانتی اور شادمانی عنقا ہے۔ میاں بیوی کا تعلق کام بنوانے والے اور ٹھیکہ دار کا سا ہو رہا ہے۔ کیا آپ یہاں بھی وہی کیفیت دیکھنا چاہتے ہیں؟

بہاری۔ یہ ضروری نہیں کہ وہی نتیجے یہاں بھی پیدا ہوں۔

مراری۔ بالکل ضروری بلکہ لابدی۔

بہاری۔ اچھا۔ جاپان نے جو اپنے آپ کو سرتاپا یورپین جامہ پہنا دیا تو وہاں کیا خرابی نکلی؟ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اگر جاپان وہی اپنی پرانی چال پر رہتا تو آج روس کو اس طرح نیچا دکھا سکتا اور دنیا کی سرآوردہ قوموں میں اس کا شمار ہوتا؟

مراری۔ یہ تو آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ مگر بھائی جان جاپان نے اپنی فیکٹری اور کیبنیٹ کی کایا پلٹی۔ گھروں کو ایشیائی۔ جاپانی رہنے دیا تب ہی تو وہ اپنی ذاتی شخصیت اور قومی حیثیت قائم رکھ سکا۔

بہاری۔ میں اس باریک امتیازی خط کی ہستی ماننے کو تیار نہیں۔ گھروں کا جو کہتے ہو جو جہالت یہاں پھیلی ہوئی ہے تم کو پسند ہوگی۔ میاں بیوی ہیں کہ گنگا اور مدار کا ساتھ۔ بیوی کہے میں اتوار کے دن تازہ گوبر سے لپے پُتے چوکے کی زمین سے پیدا ہوئی تھی۔ میاں کہیں ہم چھری کانٹا ہاتھوں میں لئے جھینگن خاں کے "مسکن" کے ڈونگے میں سے اُچکے تھے۔ میاں کہے چل تجھے بڑے دنوں کا مینا بازار دکھالاؤں۔ بیوی کہے میرے تایا کے چاچا کی ماسی کے سالے کا نندوئی مرگیا ہے میں تو سیاپے چلی ہوں۔... یہ گنگا جمنی جوڑے آپ کو پسند ہونگے جبھی تو بچے تمھیں "مراری دادا" کہتے ہیں۔ بھلا کوئی بات ہے... لڑکی کا دودھ بڑھایا کہ بر کی تلاش ہونے لگی۔ لڑکے نے انٹرنس پاس نہیں کیا کہ بچپا کا باوا بن بیٹھا پتی کماتے کماتے کھپ گیا مگر دھرم پتنی جی کا زیور کا صندوقچہ سہامنہ بھرا ہی نہیں۔ خاوند چاہتا ہے۔ بیوی خوش وضع ریشم کی صوفیانہ ساڑھی پہنے۔ بیوی دس سیر وزن کے زرق برق لہنگے کی شیدا۔ کوئی بیمار ہو تو دوا دارو کو تو نہ پوچھیں گر گنڈے تعویذ۔ اتارول۔ ٹوٹکوں سے گھر بھر جائے۔ نتیجہ یہی نہائے پر نہائے جا ہے اگلے دن ہی وہ اور بچہ دونوں ختم ہی کیوں نہ ہو جائیں (تیز ہوکر) ذرا باہر نکلکر تو دیکھئے گھروں میں رات دن ہو کہار رہا ہے۔ شانتی اور ہم آہنگی اسی کو کہتے ہیں تو اسے اپنا دُور سے ہی سلام ہے۔

مراری۔ گھر کا یہ خاکا جو آپ نے کھینچا اس کی تائید اور توصیف ہی کس نے کی؟ میں تو یہ کہتا ہوں۔ ہمارا فرض ہے اصلاح نہ کہ تقلید۔ بھائی یہ تو بہت سادہ معاملہ ہے ہمارے گھروں میں ایک نقص ہے اور اُن کے گھروں میں دوسرا۔ اُن کے گھر کی پروا نا اختیار کرنے سے ہمارے گھر کا کیا فائدہ ہوگا۔ کیا نقص نقص کی اصلاح کر سکتا ہے؟

بھائی۔ ساری بات یہ ہے کہ ہم نے اپنے بچوں کے جسم کی طرح اُن کے دل و دماغ کو بھی کھلونا بنا رکھا ہے۔ انکے جسموں کو تو ہم سیلر سوٹ۔ پتی فوراو ربچکانہ فراک سے ڈھانک کر خوش ہو لیتے ہیں اور وہ بھی بڑھکر بھول جاتے ہیں کہ بچپن میں اُن کا لباس کیا تھا۔ لیکن اُنکے دلوں کو جو ہم یہ مغربی آب و دانہ دے رہے ہیں یہ دوسری بات ہے۔ یہ اپنا پھل لائے گا۔

یہ اپنا رنگ لائے بغیر نہ رہے گا۔ ایک بچّہ کو مغربی آب ہوا میں پرورش کرنے اور تربیت دینے کے بعد اوّل تو تقریباً ناممکن ہوگا کہ ہم اسے دیسی والدین کی مانند قابو رکھ سکیں یا یہ کہیئے کہ اس سے بزرگی اور سرپرستی کی ہیں۔ اور پھر وہ بھی لعنت کے قابل نہ ہوگا اگر ہماری اس حیثیت کو تسلیم نہ کرے ایک بات اور ہے۔ ہم خود شاید لنئے سرتاپا مُغرّب ہیں بھی نہیں کہ اولاد کی اس اخلاقی اور ذہنی خودمختاری کے آگے سر جھکانے پر راضی ہوجائیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نہ صرف اولاد کو غلط رستہ پر ڈال رہے ہیں بلکہ خود بھی ایک بے رحم غلطی کا شکار ہو رہے ہیں۔ نیچر پرمیشر کی طرح دیالو اور کرپالو نہیں۔ وہ صرف نیائے کاری ہے وہ وقت دور نہیں۔ جب یہ دونوں غلطیاں مجسّم شکل میں ہمارے سامنے آکھڑی ہوں گی۔ اُس وقت ہماری آنکھیں کھلیں گی! اور ہماری زبان سے نکلیگا "من نہ کردم شما حذر بکنید"

بہاری۔ تم سوسیالوجی کے اس اصول کو بھولتے ہو کہ جب سوسائٹی سالہا سال کی بدرسمی اور جہالت سے توہّم اور پستی کے پہلے سرے پر ہو تو دیدہ ور لوگوں کو چاہیئے کہ اصلاح کے باب میں نیگم جوش سے کام نہ لیں بلکہ دوسری حد پر جا کے کھڑے ہوں پھر اعتدال کی صورت آپ نکل آئے گی۔

مُراری۔ اسی کا دوسرا اصول یہ بھی تو ہے کہ عورت نوعِ انسان کی ماں ہے۔ انرجی کی ایک کافی وافی مقدار اس میں محفوظ اور فالتو رکھنی چاہیئے۔

بہاری۔ تعلق ہی کیا ہوا ان دو باتوں کا؟

مُراری۔ کہ وہ تعلیم جسے اعلیٰ کہا جاتا ہے اسی طرح عورت کی اُن فرائض کے انجام دینے میں مزاحم ہوگی جنکے لیئے قدرت نے اُسے اس دنیا میں بھیجا جس طرح کہ یہ بدیسی تربیت اُسے اپنے دیس سے اجنبی بنا دیگی جسنے اُسے یہ گوشت اور یہ خون عطا کیا۔ بھائی میں تو یہ کہتا ہوں کہ اسوقت یورپ اور ایشیا کے اچھے سے اچھے اور بُرے سے بُرے نمونے ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ قلت اور کثرت دونوں کے نتیجے طشت از بام ہیں۔ پھر کیوں نہ ہم سوچ سمجھ کر قدم

اُٹھائیں تاکہ جہاں سے چلے ہیں وہیں لوٹ کر نہ آنا پڑے۔ بندہ اس جدت پرستی کا قایل نہیں دیکھئے انگریزوں نے اپنی کانسٹی ٹیوشنل اصلاح کس خوش اسلوبی سے کی۔ روس کی قطعی خود مختار شخصی حکومت اور فرانس کے سمپورن جمہوری آئین کو ملا جلا کر وہ معقول صورت پیدا کی کہ آج کانسٹی ٹیوشنل مونارکی بہترین طرز حکومت کی معراج ہے۔ اسیطرح ہم کو اپنی سوشل اصلاح کرنی چاہیئے

بہاری۔ (دبتا ہی سے کھڑا ہو کر ہنسکر) واہ جی مراری داداجناب اس سب سے اچھے آئین کا پودا اسوقت جما جب زمین کو ایک بادشاہ کے خون سے سینچا گیا۔

(دونوں اِدہر اُدھر جانے لگتے ہیں۔ ڈراپ)

ایکٹ دوسرا

(پچھلے ایکٹ کے واقعات کو ایک سال کے قریب گذرتا ہے۔ بہاری لال کے ڈرائینگ رُوم پر آج سوشیلا کا پورا قبضہ ہے۔ اس نے اپنی سہیلیوں کو چائے کی دعوت دی ہے۔ کچھ دن ہوئے سوشیلا اور زہرہ اپنے پہاڑی سکول سے اخیری امتحان دیکر آئی ہیں۔ اب ان کے سائے پہلے سے بہت نیچے ہو گئے ہیں۔ کیونکہ شباب کی اُٹھان ہے۔ وہ مختصر ساز یور جو پہلے اُنکے بدن پر نظر آتا تھا اب ندارد ہے۔ اسوقت یہاں اُنکے سوا یہ لڑکیاں موجود ہیں مس خلیفہ (اختری) مس نگم (جانکی) مس سنگھ (گلاب کنور) مس مسیح (ڈورا) اور مسز سوندھی (ودیا کنور) یہ سب کہیں نہ کہیں ہم سبق یا ہم مکتب رہ چکی ہیں۔ ان کی ہیئت کذائی یہ ہے۔ سوشیلا۔ زہرہ۔ اختری اور جانکی تو ننگے سر ہیں اور "مسی بابا" کی پوشاک ہیں۔ مس مسیح کا لباس بھی ویسا ہی ہے مگر فرق اتنا ہے کہ سایہ زیادہ گھیر کا ہے اور وہ ایک باریک ململ کا پیازی دوپٹہ اوڑھے ہوئے ہے جس پر کامدانی کی فردی پڑی ہے۔ گلاب کا لباس ٹھیٹھ

پنجابی ہی۔ شلوار۔لمبا کرتہ۔ کریب کا دوپٹا گوٹا لگا ہوا جراب اور گورگابی زیور پاؤں کے لچھو سے
شروع ہو کر چوٹی اور پھول تک پہنچتا ہی۔ جو سب ہیں سر برآوردہ ہیں۔ وِدّیا ساڑھی اور
دیسی جاکٹ جراب اور بغیر ایڑی کا سلیپر پہنے ہو زیور کے عدد گلاب سے کم اسکے ہاتھ گلے میں نہیں)

زہرہ۔ سوشی۔ مجھے خبر نہ تھی کہ آج تمھارے اں فینسی ڈریس[1] میں آنا تھا۔

جانکی۔ اس سے تمھارا مطلب؟

وِدّیا۔ ان کا مطلب ہے مجھ سے۔

اختری۔ سوشی اور زہرہ کی نگاہیں گلاب کی طرف ہیں۔ تم سے تو ہم ہاتھ دھو بیٹھے
جب سے تم سنر سوندھی نہیں۔ کیوں سوشی ہو کہ نہیں یہ سچ؟

سوشیلا۔ وہ بالکل سچ۔ مگر۔

زہرہ۔ سچ مچ ودیا تو بالکل بدل گئیں۔

گلاب۔ اختری تم سچ کہتی ہو۔ بہن۔ بات یہ ہی کہ چھٹیوں میں گھر کیا آتے ہیں ایک
مصیبت میں پڑ جاتے ہیں۔

اختری۔ بالکل سچ کہتی ہو۔

جانکی۔ یہ گھر ہیں۔ جیلخانے نہوں ایسے!

ڈورا۔ ہمیں تو گھر آنے کی بڑی خوشی ہوتی ہی۔ ہفتوں پہلے دن گنا کرتے ہیں۔

اختری۔ گلاب سچ کہتی ہے زہرہ اور سوشی خوش نصیب ہیں۔ ان کے گھر میں
کچھ تہذیب ہی باقی تو بس خیر سلا ہے۔ رہیں ڈورا۔ وہ کیا جانے پیٹر پرائی۔

گلاب۔ آل رائیٹ!

جانکی۔ کوائٹ آل رائٹ!

گلاب۔ زہرہ کی آنکھیں ابھی تک مجھ سے جواب مانگ رہی ہیں۔ لیجیے سنیئے آج دن بھر

[1] غیر معمولی پوشاک جیسی بہروپیئے پہنتے ہیں بعض تفریحوں میں ایسی پوشاک لازمی ہوتی ہے ۱۲

ماں اور دادی سے لڑائی رہی کہ رائے صاحب کے ہاں یہ کرانیوں کے کپڑے پہنے جائے گی؟ ڈورا معاف کرنا (ڈورا ہنستی ہی) ایک گٹھر کپڑوں کا اور ایک صندوقچہ زیور کا لاکے رکھدیا۔ کوئی کہے یہ پہن۔ کوئی کہے یہ پہن۔ میں رونیوں آگئی۔ آخر ایک جوڑا کپڑوں کا الگ کیا۔ مگر جانے کہاں غائب کردیا۔ دادی یہ شلوار اُٹھا کے میرے پیچھے پڑگئی۔ ماں یہ کُرتا لئے سر آ کھڑی ہوئی۔ بھاوج نے یہ دہنک کے رنگ کی جرابیں پسند کیں اور چچی یہ دوپٹہ لیکے میرے سر ہوگئی۔

زہرہ۔ مُصیبت سی مُصیبت!

سوشیلا۔ تمہاری دادی ہیں ابھی تک؟

گلاب۔ وہ جانے کہاں لگی ہیں۔

وِدّیا۔ انہوں نے تو یہ ٹھانی ہے کہ گلاب کو دُلہن بنا دیکھیں تو جائیں۔

اختری۔ اور دل پور[1] آپ جانتی ہیں کتنی زبردست چیز ہے۔

سوشیلا۔ اور جو گلاب کہے کہ بیاہ کرنگی ہی نہیں۔ تو یہ دِل پور کہاں تک چلیگی؟

زہرہ۔ ہاں۔ ہاں۔ یہی میں کہنے کو تھی۔

ڈورا۔ گلاب۔ تم اپنے ٹوائیلٹ[2] کے ایڈونچر[3] ختم کرو۔ پھر کیا ہوا؟

گلاب۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ آخر یہی واہیات پہننا پڑا۔ اب دیکھو یہ نیل کنٹھ اور مور طوطے اور مینا کا مشترکہ بانا نہیں تو کیا ہی۔ سر سے پانو تک جتنی چیزیں اتنے ہی رنگ۔

جانکی۔ یہ کوئی اِنسانوں کے پہننے کے کپڑے ہیں!

سوشیلا۔ واہیات۔ تم نے کیوں پہنے۔ کہدیا ہوتا ان کو۔

گلاب۔ میں تو پہلے ہی کہہ چکی چھٹیوں میں گھر آنا مُصیبت ہوجانا ہے۔

اختری۔ سچ کہتی ہو۔ اور ہاں۔ زیور کی واردات تو سُناؤ۔

گلاب۔ اس سے بدتر (بغل سے ایک چھوٹی سی پوٹلی نکالکر آدھا دینے گاڑی

---

[1] قوت ارادی [2] سنگار [3] تعجب خیز واردات۔

میں بیٹھے بیٹھے اتار ڈالا۔ باقی لڑائی تم دیکھ ہی رہی ہو۔

سوشیلا۔ یہ جو گنبد سر پر اٹھائے ہو۔ اسنے تمھارا سر نہیں ڈھکتا۔ سچ مچ آدمی بگو داین گئیں۔

گلاب۔ میں کہتی ہوں۔ سخت آفت میں جان ہے۔ سر میں اتنا درد ہے کہ بات نہیں کر سکتی۔

اختری۔ اُتار کے پھینکو بھی اس جھنجھانے کو۔

سوشیلا۔ میں بھی یہی کہتی ہوں۔

(زہرہ۔ سوشیلا اور اختری اُٹھ کر آتی ہیں اور گلاب کا سر ٹٹولتی ہیں)

زہرہ۔ اوہ یہ تو بالوں کی چٹائی بنا رکھی ہے۔

گلاب۔ اب تم نے دیکھا یہ لوگ کیا کیا ایذائیں دیتے ہیں!

اختری۔ جہالت سی جہالت ہے!

(سب لڑکیاں اِن الفاظ کو "جہالت سی جہالت ہے" انگریزی سُر میں اس طرح گاتی ہیں کہ ایک خاصا گیت بن جاتا ہے) ؂

ڈورا۔ میں آؤں آپ کی امداد کو

سوشیلا۔ یہ گتھیاں آپ کے سُلجھانے کی نہیں۔ اوہ کیا بھولی ہوں۔ بلاتی ہوں نرس کو

گلاب۔ وہ اس مکڑی کے تانے بانے میں خود نہ اُلجھ جائے کہیں۔

سوشیلا۔ وہ برس رہی ہے پیرس میں۔

ودیا۔ وہ سو برس رہی ہی۔ ولایتی بالوں کا حساب جانتی ہے کہ اس گورکھ دھندے کا۔

(گلاب کے بالوں کی اینچا تانی برابر جاری ہے)

زہرہ۔ کبھی تمنے ہندوستانی مسافروں کا اسباب دیکھا ہی خاصکر تیسرے اور ڈیوڑھے درجے کے ان کی گٹھڑیاں اور بستروں کے بنڈل۔ کوئی دس دس سیر رسّی ایک ایک پر لپٹی ہوئی جیسے سائیفن کی بوتل۔ وہی حال ہے ان کے سر کا۔

گلاب۔ اوئی توبہ۔ سوشی یہ تم کیا کرتی ہو۔ اختری یہ نوچ کھسوٹ رہنے دو۔ زہرہ تم تو

؂ دیکھو نوٹ ۱۔ آخر کتاب

اور الجھا رہی ہو۔ اف فو۔ بھئی مر گئے ہم تو! ہم تو اب کی چھٹیوں میں گھر آتے نہیں۔ ۔ ارے ٹھیرو بھی۔۔ بہن معاف کرو اب!

زہرہ۔ سوشیلا۔ اختری (تینوں ایک وقت میں) ہم کھولکر رہیں گے۔

گلاب۔ یا میری جان لیکر۔

ڈورا۔ ارے تو ذرا دم لینے دو۔ دیکھو گلاب کا گلاب سا چہرہ چنبیلی بن گیا۔ اب چھوڑو بھی انھیں!

سوشیلا۔ آپ شعر کہا کریں۔ شعر

(تینوں الگ ہو جاتی ہیں۔ گلاب چند لمحے اپنا سر پکڑے رہتی ہے سوشیلا اس کے چہرے سے پسینا پونچھتی ہے۔ اور زہرہ رومال سے ہوا کرتی ہے)

گلاب۔ وِدّیا۔ تم کیا چپکی بیٹھی ہو۔ آؤ نہ ادھر ذرا۔ یہ گتھی تمھیں سے سلجھے گی!

وِدّیا۔ (مسکراکر) بڑے بڑے کاریگر اکٹھے ہو گئے۔ کوئی لندن اور کوئی پیرس کے استادوں کا شاگرد۔ تو میری کون سنتا۔

(وِدّیا اٹھکر آتی ہے اور گلاب کی مدد سے اسکے بال کھولدیتی ہے۔ گلاب ایک لمبی سانس لیتی ہے۔ دونوں ہاتھوں سے سر کو سہلاتی ہے سوشیلا اٹھکر اپنے کمرے سے ایک بوتل خوشبودار عرق کی۔ برش اور بالوں کی پنیں لاتی ہے۔ عرق گلاب کے سر پر چھڑکتی ہے۔ برش کرتی ہے اور بال بنا کر باندھ دیتی ہے۔ سب اپنی اپنی جگہ آ بیٹھتے ہیں)

زہرہ۔ میں کہتی ہوں۔ سوشی۔ خیر۔ بہت ہولی۔

سوشیلا۔ کیا؟

ڈورا۔ گھروں کی مذمت۔

زہرہ۔ یہ آپ گرہنی کب سے بنیں؟

ڈورا۔ کبھی سے نہیں۔

سوشیلا۔ نہیں۔ اب یہ منتی بہت ہیں۔ مگر ڈورا یہ کامدانی تو بڑی بہار کی ہے۔

زہرہ۔ نخیں کامدانی کی پڑی ہے۔ انہوں نے بنارسی لہنگوں کے ساٹے بنوائے ہیں۔ اب کے وائی۔ ڈبلیو۔ سی۔ اے میں وہی پہنکے جائیں گی۔

سوشیلا۔ اب کوئی اور ذکر چھیڑو۔ دیکھو یہ ودیا کیا چپ چاپ بیٹھی ہیں۔ میں یہ پوچھنا تو بھول ہی گئی۔ تم اتنے دن رہیں کہاں؟

زہرہ۔ بالکل عید کا چاند ہوگئیں!

جانکی۔ بلکہ نوروز کا سورج۔

ودیا۔ تم بھی شعر کہا کرو۔ ڈورا کیا اصل میں۔ سوشی۔ مجھے فرصت بہت کم ہوتی ہے۔

سوشیلا۔ اچھا دن بھر کرتی کیا رہتی ہو؟

ودیا۔ (سست لہجہ میں) اب کیا بتاؤں۔ کیا کرتی رہتی ہوں۔

ڈورا۔ ہم نے تمھارے صاحب کو کبھی نہیں دیکھا۔

جانکی۔ ہاں۔ ہاں۔ لاؤ ان کو ایک دن۔

ودیا۔ وہ کہیں آتے جاتے نہیں۔

گلاب۔ ڈورا ان سے پوچھو وہ کون؟

ڈورا۔ کیوں پوچھوں۔ ہوگا کوئی۔

(سب قہقہہ لگاتی ہیں۔ سوائے ودیا کے)

گلاب۔ میں کہتی ہوں ان کے صاحب کا نام پوچھو اِن سے!

زہرہ۔ کبھی جو زبان سے نکالیں۔

ڈورا۔ یہ بھی کوئی بات ہے۔

سوشیلا۔ ہاں یہ ہے ایک بڑی بات میں ابتک ہی نہیں سمجھی کہ لوگوں کو اپنی اولاد کی

شادی کر دینے کا حق ہی کیا ہے؟

وِدّیا۔ آگے چلکر سمجھ میں آجائے گا سب کچھ۔ دیکھو گلاب کچھ کہے گو میں۔

گلاب۔ ٹھہرو۔ میں سناتی ہوں ایک بات۔ بڑے مزے کی ہے۔ سچی واردات ہے۔

سوشیلا۔ ہاں۔ ہاں۔ سناؤ۔

گلاب۔ تم لوگ ہنسی مت اُڑانا۔

زہرہ۔ اچھا روینگے۔

گلاب۔ نہیں رونا بھی مت۔

جانکی۔ تو آہیں بھریں گے۔

ڈورا۔ خیر گیت گائیں گے تمھاری بات کی تعریف میں۔

گلاب۔ تعریف کے قابل وہ ہے نہیں۔

اختری۔ توبہ! بات ہوئی تمھارے بالوں کا اندر جال ہوا۔ اچھا تو لعنت بھیجیں گے۔

گلاب۔ ہاں۔ یہ مانا۔ وہ بات ہے ہی لعنت کے لائق۔ اب سب لڑکیاں چپ چاپ

زہرہ۔ گُم سُم۔

جانکی۔ ہَکّی بَکّی۔

اختری۔ لنگڑی لُولی۔

ڈورا۔ بہری گونگی۔

سوشیلا۔ ہو۔ کر۔ بیٹھیں

(سب ہنستی ہیں)

گلاب۔ چاہے جو بن جاؤ مگر بہری نہ ہو جانا۔ نہیں تو میری لاکھ روپیہ کی بات کا مزا جاتا رہے گا۔ ہاں تو وہ بات یہ تھی۔ بہت برس گزرے ہردوار میں بہت بڑا میلہ ہوا۔ لاکھوں آدمی۔ گویا سارا ہندوستان ٹوٹ پڑا۔ کہتے ہیں بارہ برس پیچھے ایسا موقع آتا ہے۔

خیر۔ ایک قافلہ دور سے آیا تھا۔ بھیڑ اور میلے کی ہر بونگ میں وہ سب تتر بتر ہو گیا۔ ایک دوسرے سے بچھڑ گیا۔ اب سُنئے واردات جو اس قافلہ کے مالک کی بیوی کے ساتھ گزری۔ گھنٹوں اِدھر اُدھر بھٹکتی پھری۔ حیران پریشان کبھی رُوتے کبھی چلاتے۔ اتفاق سے کوئی انگریز پولس افسر کا اُدھر آنکلا۔ وہ سمجھا اپنے آدمیوں سے بچھڑ گئی ہے۔ پوچھا کیا چاہتی ہو۔ اسنے دیوار کیطرف مُنہ کرکے کہا بچھڑ گئی ہوں۔ مکان کا پتا پوچھا۔ کہا یاد نہیں۔ پھر پوچھا تمھارے صاحب کا کیا نام ہے؟ بتاؤ کہ منادی کرکے اُسے بلائیں۔ اب وہ عورت ہے کہ چپ سادھے کھڑی ہے۔ صاحب نے تسلی دی۔ دھمکایا بھی۔ مگر عورت ہے کہ خاوند کے نام سے گونگی ہو گئی۔ لوگ کتنا ہی کہتے ہیں صاحب ہندوؤں میں خاوند کا نام نہیں لیتے۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آتی۔ آخر صاحب نے خفا ہو کر کہا کہ اپنے آدمی کا نام بتاؤ نہیں تو تمھیں حراست میں رکھیں گے۔ تمھارے پاس زیور ہے۔ کوئی بدمعاش اسکی خاطر مار ڈالیگا۔ اب تو عورت کے کان کھڑے ہوئے اور وہ ایک دُکان کی طرف چلی۔ وہ پولس افسر اور ساری بھیڑ بھی اسکے پیچھے ہولی۔ کہ دیکھیں کیا کرتی ہے۔ وہ دُکان تھی کنجڑے کی۔ اسنے کیا کیا۔ جھٹ سے ایک مولی اُٹھا لی۔ اور دائیں بائیں دیکھنے لگی۔ پاس ہی ایک تصویروں کی دُکان تھی وہاں گئی اور ایک تصویر اُٹھائی جس میں ایک جگہ چاند کی شکل بنی ہوئی تھی۔ اُس چاند پر مولی کی نوک ٹکا دی اور تصویر کو صاحب کے سامنے کر دیا۔ وہ بیچارہ حیران۔ کہ یہ عورت پگلی ہے۔ میں اسکے خاوند کا نام پوچھتا ہوں وہ گونگی ہو جاتی ہے۔ اور یہ کرتی ہے تو یہ پاگلوں کی حرکت۔ لوگ بھی ششدر کہ یہ کیا معمہ ہے۔ اتنے میں ایک آدمی بھیڑ میں سے آگے ہو کر کہنے لگا۔ "صاحب اسکے خاوند کا نام ہے مولی چند"۔ عورت فوراً اچھل اُٹھی "ہاں۔ ہاں"

(سب ہنستے ہیں۔ کھل کھلا کر)

زہرہ - واہ - یہ مولی چند کی بھی ایک ہی رہی۔ گلاب تم نے کیا بھونڈی بات سُنائی۔ دیکھو میں ایک واقعہ سُناتی ہوں۔ ایک میاں بیوی ریل میں سفر کر رہے تھے (مُسکرا کر) حال کا واقعہ ہے۔

جانکی۔ بالکل تازہ۔

سوشیلا۔ رُوٹر کا ٹیسٹ۔

زہرہ۔ تم ٹوکو گے تو ہم نہ کہیں گے۔

ڈورا۔ سب چپ رہو بھئی۔ ہاں زہرہ کہو!

زہرہ۔ ایک میاں بیوی ریل میں سفر کر رہے تھے۔ دہلی جا رہے تھے۔

گلاب۔ کس لائین سے جا رہے تھے؟

سوشیلا۔ مین لائین سے

جانکی۔ نہیں۔ جی۔ آئی۔ پی سے

اختری۔ نہیں۔ بی۔ بی۔ سی۔ آئی سے۔

ڈورا۔ تو ڈاک سے جا رہے تھے۔

سوشیلا۔ نہیں پسنجر ٹرین سے۔

اختری۔ بی۔ بی۔ سی۔ آئی کا کوئی پسنجر یہاں سے دہلی نہیں جاتا۔

زہرہ۔ این۔ ڈبلیو۔ آر۔ کا سہی۔

ڈورا۔ لڑنا پیچھے۔ پہلے وہ بات تو سُن لو۔

زہرہ۔ ہم اب کہتے ہی نہیں۔ وہ دیا بہن گلاب کے بال ویسے ہی کر دو۔ نہیں تو ماں مارے گی۔

سوشیلا۔ کیا آئی ہو بیچاری غریبنی بنکے۔ ہاں مارے گی۔ چلو تم تو سُناؤ اپنی بات۔ اچھا اب کوئی نہ بولیگا۔

زہرہ۔ ہاں تو رستے میں ایک جنکشن پر ریل بدلنی تھی اور طرف کے مسافروں کو اُترنا تھا وہ۔ اور غلط ٹرین میں چڑھ بیٹھے۔ ریل چلنے کو تھی جب یہ غلطی معلوم ہوئی خاوند تو اُتر گیا مگر بیوی کو نہ اُتار سکا۔ خیر کچھ رات رہے گاڑی اپنی آخری منزل پر پہنچی۔ اب۔ بی بی صاحب ٹکٹ سے نادار جو کوئی بات پوچھیں تو جواب ندارد۔ بڑے سٹیشن ماسٹر کے سامنے مقدمہ پیش ہوا وہ بھی

پوچھتے پوچھتے تھک گیا۔ آخر اُسنے گرم ہو کر کہا "دل۔ یہ عورت نہیں آدمی معلوم ہوتا کئی واردات اس مافک ہوتا بھنگی کا میم صاحب بلا کے اس کا تلاشی کراتا کہ میم لوگ ہی یا صاحب لوگ باکی کاروائی فیر ہوتا" اب تو بیوی کے اوسان خطا ہوئے۔ اس ایچتاپچی میں دِن بھی نکل آیا تھا بیوی نے سورج کی طرف دیکھکر کچھ سوچا اور فوراً ایک مسافر کے ہاتھ سے اس کا ہینڈ بیگ چھینکر اُٹھا اُٹھا کے آفتاب کی طرف کرنے لگی۔ جیسے لینٹرن سے سگنل کرتے ہیں۔ لوگ کئی منٹ تک تماشہ دیکھا کیئے۔ آخر ایک آدمی نے آگے بڑھکر کہا "صاحب اس کے خاوند کا نام آفتاب بیگ ہے"

(سب ہنستی ہیں)

اختری۔ غلط۔ سب سنگھڑت۔ آفتاب بیگ کسی کا نام نہیں ہوتا۔

زہرہ۔ تم ہندوستان کے ۳۳ کروڑ آدمیوں کے نام جانتی ہو۔

جانکی۔ یہ بھی کوئی بات ہے۔ مگر یہ کہانی ہے واہیات۔

سوشیلا۔ سنو بھی۔ ابھی وہ بات پوری کہاں ہوئی ہیں اُسے پورا کرتی ہوں۔ اب سُنئے اسکے خاوند کا نام تو معلوم ہوا۔ مگر یہ کیونکر معلوم کریں کہ اُسے اصل میں جانا کہاں تھا۔ ٹکٹ تو اسکے پاس کوئی تھا ہی نہیں۔ اور ہندوں کے ہاں اپنے صاحب کے شہر کا نام نہیں لیتے۔ جب کئی دفعہ پوچھا کہ اُسے کہاں جانا تھا۔ تو اسے کیا کیا بس دائیں بائیں دیکھکر اور لیکے دونوں ہاتھوں میں اپنی جوتیاں لگی سٹیشن ماسٹر۔

زہرہ۔ (جلدی سے) کی گرد جھاڑنے (سب قہقہہ مار کر ہنستی ہیں)

جانکی۔ کوئی سرحد کی پٹھانی ہوگی۔

اختری۔ خاص تیراہ کی۔

ودیا۔ میں کہتی ہوں۔ یہ اُسے سوجھی کیا؟

جانکی۔ مگر تھی بڑی بہادر۔

زہرہ۔ غازی مرد۔

گلاب۔ اس کی بہادری کے ہم بھی قائل ہیں۔

سوشیلا۔ دھنکراجی۔ آپ کی مسز مولچند کی سی ڈرپوک نہ تھی۔

اختری۔ سچ مچ بھی بہادر گلے والی پلٹن کی کپتان بنانا چاہئے تھا اُسے۔

ڈورا۔ ضرور۔ اسکے لیئے وکٹوریہ کراس کی سفارش ہونی چاہیئے۔

زہرہ پہلی تھیں پورا کرنے۔ میری بات کا لُطف بھی خاک میں ملا دیا۔

گلاب۔ مَیں پوچھتی ہوں۔ وہ پگلی تھی۔ سٹرن۔ واہ! بڑی بات لائی ہیں وہاں سے دیہات نہیں تم

اختری۔ پٹینٹ لے لو اس کا۔

زہرہ۔ کاپی رائٹ رجسٹری کرالو۔

جانکی۔ آل رائٹس رزروڈ۔

وِدّیا۔ پہلے سُن تو لو اخیر تک۔

ڈورا۔ شو بٹینگ[1] تو ہوچکا۔ اب کیا بیچارے سٹیشن ماسٹر کو لکڑیوں سے پٹوانا ہے۔ اچھا پھر کیا ہوا۔ سوشی۔

سوشیلا۔ بس سٹیشن ماسٹر کا کمرہ پاس کو تھا۔ جوتیوں سے اسکی دہلی کو پیٹنے لگی۔

ڈورا۔ چلو اُس بیچارے کی نوجوان کی۔ پھر۔

سوشیلا۔ پھر۔ اُسی نے جس نے وہ ہینڈ بیگ والی پہیلی بوجھی تھی آخر کہا کہ اسے دہلی جانا ہے چنانچہ اُسے دہلی پہنچا دیا گیا۔

زہرہ۔ بیرنگ۔ اَن پیڈ؟

گلاب۔ ایسی چیز فرش فروٹ کی طرح پر ہی پیڈ ہوتی ہے۔

اختری۔ اونرز رسک پر؟

[1] جوتیاں مارنا۔

جانکی۔ بریک میں یا مالگاڑی میں؟

سوشیلا۔ کیا بال کی کھال اتارتے ہو تم لوگ۔ جبھی تو عدالتیں عورتوں کو وکالت نہیں کرنے دیتیں۔ اچھا۔ اب کوئی اور بات ہو۔

گلاب۔ ابھی ٹھیرو۔ اِس بات میں تم نے ایک بڑی موٹی غلطی کی ہے۔ کیوں بہن؟ مسٹر آفتاب بیگ ہندو تھے کہ مسلمان؟

زہرہ۔ نام سے ظاہر ہے۔

سوشیلا۔ میں نے کب کہا ہندو تھے؟

گلاب۔ ابھی کہا نہیں تھا ہندوؤں میں اپنے صاحب کے شہر کا نام نہیں لیتے؟

سوشیلا۔ تو خیر۔ وہ مسلمان سہی۔

جانکی۔ توری وکدو۔

اختری۔ لعنت بھیر دو۔

(سب لڑکیاں کھڑی ہو کر ے اور سُر میں کہتی ہیں "لعنت بھیر دو" اس طرح کہ ایک انگریزی گیت بجتا ہو۔ پھر خوب ہنستی ہیں۔ اپنی جگہ پر بیٹھ جاتی ہیں) ؎

ودیا۔ اس میں کیا ہے۔ اپنی اپنی رسم ہے۔

سوشیلا۔ رسم۔

جانکی۔ واہیات!

زہرہ۔ خرافات!

سوشیلا۔ رسم۔

اختری۔ نامعقول۔

گلاب۔ گدھے کی جھول۔

سوشیلا۔ رسم۔

ودیا۔ (ہنسکر) یہ خوب مہارنی کرا رہی ہیں سپاہیے کی نائن کی طرح۔

زہرہ۔ سوشی!

سوشیلا۔ (برابر کی لڑکی سے باتیں کرتے ہوئے) ہوں۔

زہرہ۔ سوشی!

سوشیلا۔ تو یہ کسی سے بات بھی نہیں کرنے دیتیں۔ ہاں۔

زہرہ۔ سوشی بھی پیٹ بھر کے بے تمیز ہے۔

سوشیلا۔ کیوں؟

زہرہ۔ (مصنوعی متانت سے) "کیوں" آدھی لڑائی ہوتی ہے۔ سوشی۔ بُرا نہ ماننا۔ تمھیں ایک عقل کی بات سکھاتی ہوں۔ ودیا تم انکے بدلے چلے میں گرہ دے رکھو۔ ڈورا کے دوپٹے کی توکا مدالی بگڑ جانے کا خوف ہے۔ یعنی کسی کو اپنے گھر بلا کر اسکی بے عزتی نہیں کرتے میں تمھیں پکارتی ہوں۔ تم کہتی ہو "ہوں"۔ ہاں "تمھیں کہنا چاہیئے تھا "جی ہاں"!

سوشیلا۔ جی ہاں حضور۔ کیوں نہیں۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے تھا۔ (کھڑی ہو کر اور دونوں ہاتھ باندھ کر آگے کو جھکتی ہے) بوبوجی۔ بے بے جی۔ بے بی جی۔ یو بک جی مٹھائیکنی ہوں!

(گلاب کی زیور کی پوٹلی زہرہ کی گود میں رکھ دیتی ہے)

(سب ہنستے ہیں۔ یہی حرکت اختری کرتی ہے)

اختری۔ بڑی۔ بڑی۔ بڑی نیل میں پڑی۔ ماش سے گھڑی قطب کی لاٹھ پہ کھڑی۔ الٰہی نہ توبہ۔ آمی جان کو مجرا عرض کرتی ہوں!

(سب قہقہہ لگاتے ہیں)

ودیا۔ (ہنسی کے آنسو پونچھتے ہوئے) اُفوہ! مدت بعد آج اتنا ہنسی ہوں مگر یہ بیٹھا کہاں لڑھک کر چلا گیا سوشی کا؟

ڈورا۔ ہاں یہ تو کچھ بات نہ بنی۔

گلاب۔ وہی آفتاب بیگ والا مضمون رہا۔

سوشیلا۔ کیوں۔ ابھی دو تین سو برس کی بات ہے شیکسپیر کے زمانے میں لنڈن کی سٹیج پر یہ ہوتا تھا کہ صفا چٹ دیواروں اور پردوں پر لکھ دیتے تھے "سمجھو یہ جنگل ہے" "سمجھ لو یہ جولیٹ کا باغ ہے"۔ میں نے اِس پوٹلی میں مٹھے بتا دئے تو کیا ہوگا؟

گلاب۔ اجی وہ مٹھے نہیں کھٹے سہی۔ مگر زہرہ تو یہ کہنے کو تھیں کہ نری میٹھی میٹھی باتوں سے ہی پیٹ بھر دگی یا کچھ چائے کافی بھی پلواؤگی۔

سوشیلا۔ اوہو! باتوں میں دھیان ہی نہ رہا کچھ۔ چلئے۔ اُٹھئے!

دکھانے کے کمرے کا دروازہ کھلتا ہے سب وہاں چلی جاتی ہیں۔ وہ دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ باہر سے بہاری لال اور مرزا ابراہیم بیگ آکر بیٹھ جاتے ہیں ابراہیم بیگ عمر میں بہاری لال سے کچھ بڑا ہے پوشاک دونوں کی یکساں مگر ابراہیم کی مونچھیں ہیں۔ جن کی نوکیں مروڑ کر آگے کو نکالی ہوتی ہیں)

بہاری۔ ابراہیم۔ تو کیا تم زہرہ کو کلکتہ نہیں بھیجوگے اگر پاس ہو گئی۔ اور پاس وہ ہوگی ضرور۔

ابراہیم۔ نہیں اس کا فیصلہ ہو چکا۔

بہاری۔ پھر مسوری بھیجنا ہی کیا ضرور تھا۔ یہ ادھورا کام کیا معنے؟

ابراہیم۔ یہی تو میں روتا ہوں۔ لوگ اپنی لڑکیاں ولایت بھیج رہے ہیں اور وہ کلکتہ نہیں جانے دیتی!

بہاری۔ کون؟

ابراہیم۔ اس کی ماں کمبخت!

بہاری۔ خفا نہ ہو۔ میں کل جا کر سمجھاؤں گا بھابی کو۔

دمڑاری ایک پردے کے پیچھے سے نمودار ہوتا ہے۔ یہ کہتا ہوا تب میرا ٹوڑ

اطمینان ہوا۔ بہاری اور ابراہیم کو دیکھکر ٹھٹک رہتا ہے۔ وہ بھی
اُسے اس طرح آتا دیکھکر متحیر ہوتے ہیں)

ابراہیم۔ کیا اطمینان ہوا۔ بھیا۔ ہم بھی تو سُنیں؟

بہاری۔ خیر جی۔ اطمینان تو ہوا۔ عمر بھر میں شاید یہ پہلی مرتبہ ہوا اطمینان ہونے کی مگر یہ تم چُھپے کہاں بیٹھے تھے۔ ہماری باتیں سُنتے۔ (تبسم)

مراری۔ نہیں اُن لڑکیوں کی باتیں سُننے۔

بہاری۔ سوشی اور اس کی سہیلیوں کی۔ اور۔ تمھاری جیب سے یہ کیا نکلا پڑتا ہے اُسے چُھپاؤ۔

مراری۔ (جیب سے ایک ایئر ہارن نکالکر) یہ میں اِسلیئے لایا تھا کہ کوئی کانا پھوسی کرے تو بھی سُن سکوں۔

بہاری۔ تم خوب مسلّح ہوکر آئے تھے؟

مراری۔ بالکل میں دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ کیا باتیں کرتی ہیں۔

بہاری۔ پھر ان کی ایک ایک بات تمھارے کان میں پڑی؟

مراری۔ ایک ایک۔

ابراہیم۔ تم نے سب کچھ سُنا جو اُن کی زبان سے نکلا؟

مراری۔ سب کچھ۔ اور یہ اطمینان ہوگیا کہ تمام خطرے اور اندیشے جو مجھے سوشی اور زہرہ کی جانب سے تھے صحیح نکلے۔

بہاری۔ (متانت سے) وہ کیا خطرے اندیشے ہیں؟

ابراہیم۔ (گھبراکر) کیوں؟ کیا خدانخواستہ بیہودہ باتیں کرتی تھیں۔ بے تہذیبی یا۔ یا۔ بداخلاقی کی گفتگو کی اُنہوں نے؟

مراری۔ (خاموشی سے) ہرگز نہیں۔ بالکل نہیں۔

ابراہیم۔ اوچھا!! پھر تم کو کیا اعتراض ہے؟
مُراری۔ آپ کو یاد ہوگا جب میں پردہ کی اوٹ سے نکل رہا تھا تو کچھ الفاظ بیساختہ میری زبان سے نکلے تھے؟
ابراہیم۔ ہاں۔ ہاں۔ وہ اطمینان والا فقرہ بھی اس معمّے کو تو پورا کرو۔
مراری۔ وہ یہ تھا "اب میرا پورا اطمینان ہوا کہ تعلیم جوان لڑکیوں کو مل رہی ہے بالکل غلط اور مضر ہے"
ابراہیم۔ مُراری بھی تم تو ہم سب میں مجسّم معقولیت سمجھے جاتے ہو۔ گھنٹا بھر تمنے ایک ایک لفظ سُنا جو ان لڑکیوں کی زبان سے نکلا۔ کوئی اعتراض کے قابل بات اُنہوں نے نہیں کی مجش سے کہتے ہو ان کا کلام پاک تھا۔ ہنسی چہل ہوئی ہوگی تو شُستہ۔
مُراری۔ سراسر۔
بہاری۔ (بیتابی سے) پھر
ابراہیم۔ (تیزی سے) پھر تم کیسے ان کی تعلیم کو بُرا بتاتے ہو۔۔ متناقص بہم باتیں تو معقولیت کی میزان میں ٹھیک نہیں اُتر سکتیں۔
مراری۔ جناب مجھے ان کی گفتگو سے یہ امر ثابت ہوئے کہ:۔
۱۔ کسی دیسی چیز کی عزّت ان کے دلوں میں نہیں رہی۔
۲۔ جن ماؤں کے پیٹ میں وہ نو مہینے تک رہیں اُن سے باعتبار اخلاق اور سیرت کے ایسی بیگانہ ہیں جیسے گائے سے شیر یا فاختہ سے اژدہا۔
۳۔ گھر کی گھر والوں کی۔ مقدس روایتوں کی۔ تواریخ اور بزرگی کی عزت اور محبت انکے دلوں میں نام کو نہیں
۴۔ ہمارے گھروں میں چاہے وہ کیسے ہوں۔ یہ ایسی رہتی ہیں جیسے آم کے درخت پر بندہ یا درخت نہیں یا بندہ درگاہ نہیں۔
۵۔ بیوی بننے کی اخلاقی اور ذہنی قابلیت ہیں سے ابھی بالکل چلی تو نہیں گئی لیکن جانیوالی ہے۔
۶۔ مذہبی عقیدتمندی ان کے دلوں کو چھو نہیں گئی۔

ابراہیم۔ کیا تمھارا یہ مطلب ہے کہ بڑی ہو کر اپنا مذہب بدل ڈالیں گی؟

مراری۔ جب میرے پاس روپیہ ہی نہیں تو اسکے پیسے کیسے بھنا سکتا ہوں؟

ابراہیم۔ وہ کیا ہوا؟

مراری۔ یہ لڑکیاں کبھی مذہب تبدیل نہیں کر سکتیں۔ اسلیئے کہ انھیں مذہبی بیت ہی نہیں۔ ان میں مذہبیت کی روح ہی نہیں۔ ان کی تہذیب میں مذہبی عقیدت کا نام درج ہی نہیں۔ عقیدتمندی انکے دلوں سے بیگانہ ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہر دسویں سال مردم شماری کے نقشہ پر زہرہ اپنے نام کے آگے مسلمان اور سوشی ہندو لکھنی رہینگی مگر۔

بہاری۔ ہوا نہ۔ خیر بھائی ابراہیم۔ یہ اطمینان تو ہوا کہ سوشی اور زہرہ ہندو مسلمان عیسائی وغیرہ نہیں ہوں گی۔

ابراہیم۔ یعنی اپنا آبائی مذہب نہ بدلیں گی۔

بہاری۔ وہ ایک ہی بات ہے۔

ابراہیم۔ قبلہ مراری داداکی پیش گاہ سے یہ بڑی قیمتی سند ہے۔ اور کیا ارشاد ہے۔

مراری۔ انھیں اپنے نام میں "مس" کی بجائے "مسز" لکھنے میں سخت پس و پیش ہوگا۔

بہاری۔ (ابراہیم سے) سمجھے تم۔ فرماتے ہیں شادی سے انکار ہوگا۔

ابراہیم۔ کیوں؟ یہ کیوں؟ کیا انگریزی۔ یورپی مسیں بیاہ نہیں کرتیں؟ کیا انکو یہی تعلیم نہیں دیجاتی؟

مراری۔ دیجاتی ہے۔ مگر تعلیم پانیوالیاں بھی یورپین ہوتی ہیں۔ اور ان کے گھر اور گھر والے بھی یورپین ہوتے ہیں۔ یہاں مضمون برعکس ہے۔ تعلیم یورپی اور یہ ہندوستانی گھر والے نیم تر۔ یہ غیر جنسیت اور بے میل جوڑ ٹھیک نہ بیٹھے گا۔

ابراہیم۔ بھائی مراری!

مراری۔ بھائی ابراہیم!

بہاری۔ رسو چکر، کیا تم کو یہ خوف ہے کہ اور دو برس میں سوشی ایک خوبصورت نوجوان

بہو بیٹی کو یہ کہکر مجھ سے انٹروڈیوس کریگی کہ "یہ ہے میرا منگیتر مسٹر فلاں ہے"

مُراری۔ نہیں۔ بلکہ مجھے یہ خوف ہے۔ کہ۔

بہاری۔ (مُسکراکر جلدی سے) کہ آپکے دماغ کو اتنی دیر وہاں پڑے کے پیچھے کھڑے رہنے سے گرمی چڑھ گئی ہی۔ آپ حوض میں جاکر خوب نہائیے۔ اور دیر تک سر پر فوارہ کھلا رکھئے۔

ابراہیم (مُسکراکر) بادام روغن دماغ پر ملنے کیلئے مَیں بھیجے دیتا ہوں۔

(بہاری اور ابراہیم کھڑے ہوجاتے ہیں)

ابراہیم۔ آؤجی۔ ضرور آؤ کل میں تمھاری بھابھی سے کہدونگا۔ اب تو (مُسکراکر) مُراری داداسے بھی پروانہ ملگیا۔

(دونوں ہنستے ہیں اور وہاں سے چل پڑتے ہیں۔ مُراری حیران اور رنجیدہ کھڑا سوچتا رہتا ہی)

ایکٹ تیسرا

(پچھلے ایکٹ کے واقعات کے تقریبًا دو سال بعد وہی لوگ ہیں اور وہی باتیں۔ فرق اتنا ہی کہ سوشیلا اور زہرہ کے نیچے لٹکے ہوئے بال اب سمٹکر گُدی کے پیچھے آگئے ہیں اور اُن کے انگریزی کپڑے پورے ٹخنوں تک پہنچ گئے۔ وہ اب عورتیں تصور کیجاتی ہیں تعلیم ان کی یونیورسٹی کے معیار کے مطابق اختتام کے قریب ہے۔ سوشیلا کو عینک کی ضرورت ہوگئی اور زہرہ کو ڈاکٹروں کی تاکید سے گوشت اور بہاری دیسی کھانوں سے ہاتھ دھونا پڑا۔ گردھاری اور اسمٰعیل اب خاصے مرد ہوگئے۔ وہ اپنے چہرے اور ہونٹ کو جلبٹ کی مدد سے صفاچٹ رکھتے ہیں۔ ایک انمیں سے ایم اے اور ایل ایل بی کی اور دوسرا ایم ایس۔ سی کی تیاری کر رہا ہی۔ بہاری لال

کے سر میں سفید بال نمودار ہونے لگے۔ اس عرصہ میں وہ کئی مہینے کیلئے ہائیکورٹ کے جج پر بیٹھ چکا ہے۔ مرزا ابراہیم بیگ سرکاری ملازمت سے قبل از وقت پنشن لیکر حیدرآباد میں ایک معزز عہدے پر سرفراز ہوگیا اور آج کل گھر آیا ہوا ہے مراری داداکی وہی دُھن ہے۔ وہ پنجاب کے گیہوں اور بنگال کے جوٹ کی تجارت اپنے ہاتھ میں لیچکا ہے۔ یہ جنسیں اب اسی کی کمپنی کے ہاتھوں دساور کو جاتی ہیں۔ روئی اور السی وغیرہ کی طرف توجہ ہو رہی ہے۔ سوبھدرا کی گود میں جو لڑکا تھا وہ اب بڑا ہوگیا اسکی میٹھی میٹھی باتیں سب کو پیاری لگتی ہیں۔ سوبھدرا کے چہرے اور آنکھوں کی چمک دمک تو ابھی چراغ سحری نہیں ہوئی مگر جسم کا میلان موٹاپے کی جانب ہے۔ سب کہتے ہیں جہاں بہاری لال مستقل طور پر ہائیکورٹ میں گیا اور جیکسن بار کا لیڈر رہا۔ اس کا بدن اب خاصا دوہرا ہوگیا ہے مسز جیکسن کے رخساروں پر جو تیز سُرخی تھی اور ہندوستانی آنکھوں میں کھٹکتی تھی اب دلفریب گلابی رنگت میں معتدل ہوتی جاتی ہے وہ دونوں ابھی تک اکیلے ہی ہیں۔ انسانی فطرت اور محبت خمیر طبیعت کے تقاضے سے اپنے دوست کی اولاد کو اپنی اولاد کی طرح پیار کرتے ہیں اُنکی برادری والے کبھی کبھی آپس میں ہنستے ہیں کہ وہ تو دیسی ہوگئے۔

(سین ایک برآمدہ سے شروع ہوتا ہے۔ سامان مختصر ہے۔ مرزا ابراہیم بیگ اور اسمعیل بیٹھے ہیں)

ابراہیم۔ تمنے رخصت کی درخواست دیدی؟

اسمعیل۔ جی نہیں۔

ابراہیم۔ کیوں؟ ہمنے جو کہا تھا ایک ہفتہ کی چھٹی لیلو کالج سے۔

اسمعیل۔ کوئی ضرورت نہ معلوم ہوئی!

ابراہیم۔ ضرورت نہ معلوم ہوئی!

اسمعیل۔ فرمایئے تو سارٹیفکیٹ کی درخواست کر دوں؟

ابراہیم۔ تین چار مہینے جو اخیری امتحان کو رہ گئے ہیں تو نام کٹا لوگے کالج سے یہ جواب ہے ہماری بات کا۔۔۔ تو کیا یونہی خالی جا کر بہو کو رخصت کرا لائیں؟

اسمعیل۔ ابا جان۔ پھر اس میں کیا ہے۔ زہرہ بھی تو گھر میں رہتی ہی ہے۔

ابراہیم۔ (طیش میں آکر) یعنے تو اس شادی کو تسلیم نہ کرے گا۔

اسمعیل۔ مجھے کچھ یاد نہیں شادی کب ہوئی اور کس کی؟

(مارے غصہ کے ابراہیم کی آنکھیں سُرخ ہو جاتی ہیں۔ مونچھیں پھڑکنے لگتی ہیں۔ بدن تھرتھراتا ہے چہرہ لال ہو جاتا ہے)

ابراہیم۔ نالائق۔ ناخلف کہیں کا۔ اس سے تو پیدا ہوتے ـــ

(اسمعیل چپکے سے ایک طمنچہ جیب سے نکالتا ہے اور کندے کی طرف سے باپ کے پاس رکھ دیتا ہے۔ ابراہیم طمنچے کو غور سے دیکھتا ہے۔ اسکے چہرہ کی حالت اب بدلنے لگتی ہے۔ زبردست مایوسی چھا جاتی ہے۔ ایک آہ بھرتا ہے اور بیٹے کو سر سے پانوں تک دیکھتا ہے اسمعیل گردن جھکائے خاموش رہتا ہے)

ابراہیم۔ بڑے آئے ہیں ذبیح اللہ بنکے۔ کاش میں کبھی باپ نہ بنا ہوتا!

اسمعیل۔ ابا جان!

ابراہیم۔ پھر تم کسی طرح نہ مانوگے؟

اسمعیل۔ حقیقت یہ ہے کہ اب تک ہم۔ ایک دھوکے میں پڑے رہے۔ جسکے ذمہ دار ہم نہیں ہو سکتے

ابراہیم۔ ہم۔ جی جناب۔

اسمعیل۔ میرا مطلب زہرہ سے اور اپنے سے ہے۔

(رنج کے آثار ابراہیم کے چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں۔ بڑی کوشش سے ضبط کرتا ہے)

ابراہیم۔ دھوکے میں رکھا۔ کیا دھوکا دیا آپ لوگوں کو؟

اسمعیل۔ میں یہ گزارش کیا چاہتا تھا۔ کہ تعلیم ہم کو وہ دی گئی جو اچھے اونچے گھروں کے بچوں کو یورپ میں دی جاتی ہے۔ تربیت ہماری ویسی ہوئی اور ہم اُس آب و ہوا میں پالے گئے جس کو ایک خلقت ترس ترس کر ہندوستان کی ترقی کا پہلا زینہ قرار دیتی ہے۔۔۔ اور اب ہم سے اُمید اُن کاموں کی رکھی جاتی ہے جو ہمارے پر دادا۔ ہمارے دادا سے لیتے تھے (جوش سے) آپ اس گستاخی کو معاف فرمائیں گے۔ اگر اُس سب کچھ کا انجام یہی ہونا تھا تو کیوں ہم کو یہ تعلیم۔ یہ تربیت دی گئی۔۔۔ ابا جان۔ زہرہ نے کب آپ سے یا اماں جان سے یہ درخواست کی کہ اسے مسوں کے مدرسے میں بھرتی کیا جائے۔ اور پھر مصوری اور کلکتہ بھیجا جائے۔ جو چاہیے سزا دیجیے اگر میں غلط کہہ رہا ہوں۔ میں مسجد کے حجرے میں سیپارہ چھوڑ کر کب بھاگ گیا اور سکول میں جا کر داخل ہو گیا؟

(ابراہیم کا چہرہ سست پڑ جاتا ہے۔ بیٹے کو اوپر سے نیچے تک دیکھتا ہے)

ابراہیم۔ بیٹا میں حیران ہوں تم کو کیا سمجھوں۔ سعادتمند یا اسکے خلاف۔ نیک بخت یا ناشدنی۔ مگر بھیا۔ اب تو یہ سوچنا ہے کہ اس معصوم بچی کا کیا حشر ہوگا۔ نکاح مجتے ہو چکا۔ اتنے برس ہوئے۔ اب رخصت کی تاریخ مقرر ہو گئی ہے۔ بھائی عظیم نے اور میں نے سب رشتہ داروں کو بلاوے کے رقعے بھیج دئے۔

(ایک خادمہ آتی ہے اور ایک رجسٹری خط ابراہیم کو دیتی ہے
وہ بعد دستخط رسید واپس کرتا ہے۔ وہ چلی جاتی ہے۔ ابراہیم خط
پڑھ کر بیٹے کو دیتا ہے وہ اس پر غلط انداز نظر تک نہیں ڈالتا
صرف ہاتھ میں لئے رہتا ہے)

بولو۔ اب کیا کروں۔ وہ ناراض ہوتے ہیں کہ ہم نے ابھی تک ساہگی کی تاریخ نہیں لکھی۔

کیا تم چچا کے اور میرے سر پر دونوں ہاتھوں سے خاک ڈالوگے؟

اسمٰعیل- توبہ- توبہ- یہ آپ کیا فرماتے ہیں- مَیں نے جو کچھ پڑھا اور سوچا ہے اس سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ بیاہ انسان کے لیئے لازمی اور لابدی چیز نہیں- بلکہ اسکے ہاتھ پاؤں کو جکڑ دیتا ہے اور یہ سگے بھائیوں اور بہنوں کی اولاد کا باہم ازدواج تو قانون قدرت اور سائینس کے بالکل خلاف ہے-

ابراہیم- تو کیا ہمارے شارع اور تمام بزرگان دین معاذ اللہ- معاذ اللہ سب غلطی پر تھے-

اسمٰعیل- یہ خیال تو میرا ہرگز نہیں- اُنھوں نے جب اور جہاں جو مصلحت وقت سمجھا وہ کیا- لیکن ایسا بھی ہوا ہے کہ اکثر فعل اور ہدایتیں جو ایک خاص وقت اور موقع کیلئے مقصود تھیں بعد میں خواہ مخواہ مستقل رواج کی صورت پکڑ گئیں- خیر یہ کچھ ہی ہو- ایسی شادیوں کا دوامی جواز مان بھی لیں- لیکن وہ پھر بھی ایک جواز ہی رہیگا- ارکانِ اسلام کی ذیل میں یہ کہیں نہیں آیا- کہ پورا مسلمان وہی ہے جو اپنے حقیقی چچا یا خالہ کی بیٹی کا شوہر ہو-

(وہی خادمہ پھر آتی ہے اور ایک تار ابراہیم کو دیکر چلی جاتی ہے- ابراہیم اُسے کھولکر پڑھتا ہے اور بیٹے کو دیدیتا ہے- وہ بے پروائی سے اُسے لیتا ہے اور بے پڑھے خط کیساتھ ملاکر ہاتھ میں لیئے رہتا ہے)

ابراہیم- لو- وہ گھبرا رہے ہیں- کہ ہم چپ کیوں ہیں (سر پکڑتا ہے) عقل کام نہیں کرتی کہ کیا کیا جائے!

اسمٰعیل- آپ معاف فرمائیں تو میں ایک تجویز پیش کروں (ابراہیم سر سے اشارہ کرتا ہے) بالفعل جو تجویز کی گئی ہے رہی ہو- پھر ایک مہینے کے اندر طلاق ہو جائے- اور مہر واپس کر دیا جائے-

(ابراہیم کو پھر غصّہ آتا ہے- چہرہ سُرخ ہو جاتا ہے اور بدن کانپنے لگتا ہے)

ابراہیم- ننگِ خاندان... ہمارے کُنبے میں کبھی ایسا نہیں ہوا...

(حمیدہ خاتون داخل ہوتی ہے۔ عمر میں سو بعد را سے کچھ ہی زیادہ ہے۔
مگر حسن اور شباب کی آن بان ابھی چہرہ سے رخصت نہیں ہوئی۔ قنا ویز کا
غرارہ اور کلابتون کی انگیا کرتی پہنے ہے اور باریک ململ کا رنگین دوپٹہ
ہے جس کے نیچے سے قیمتی زیور چمک مار رہا ہے منہ میں پان کی گلوری
پانوں میں مخمل کی گورگابی پہنے ہے ریشم کے دو ایک ٹکڑے ہاتھ
میں لئے ہوئے ہے)

حمیدہ (اسمعیل سے) چل بیٹا۔ بزازی کب کی آئی رکھی ہے۔ تو کپڑا پسند کر کے توڑ دی
کر دیں۔ آخر کپڑے سلیں گے بھی۔ وہ دن ہی کتنے رہ گئے چل اٹھ بھی۔ یہ اڑکیا بیٹھا ہے مسکرا کر
کیا دلہن کے لئے اپنے ابا سے نولکھا ہار بنوانے پر مچل رہا ہے ؟

ابراہیم۔ (چڑھکر) انھیں نو لکھے اور گیارہ لکھے ہاروں کی پڑی ہے اور یہاں صاحبزادہ
بلند اقبال ہمارے گلے کا ہار ہو رہے ہیں۔ بیگم تم نے کچھ سنا بھی۔ لڑکا کہتا ہے کہ زبیدہ سے
زہرہ سے برابر ہے۔

حمیدہ۔ (بیٹے کے سر پر ہاتھ پھیر کر) نہیں میرا اسمعیل ایسا تھوڑا ہی ہے۔ میں زہرہ کی
بکبک سب سن چکی ہوں۔ تم بھی بچوں کی باتوں میں جانتے ہو۔ اس ابجشا بجثی کو ختم کرو اور چپ
چاپ مراد آباد تار دیدو کہ جمعہ کو پہنچیں گے۔

ابراہیم۔ (چڑھکر) خوب یہ خاصی رہی۔ وہ تو یہ کہنے کو ہے کہ ہماری سرپرستی کا
زمانہ اب ختم ہو چکا اور وہ قانوناً خود مختار ہے۔ تم جمعہ جمعرات گن رہی ہو (پاس سے طمنچہ
اٹھا کر) یہ طمنچہ مجھے دیتا ہے کہ میں چاہے اسے مار دوں مگر یہ اپنی بات سے نہیں ہٹیگا۔

(حمیدہ سہم کر وہ ریشم کے ٹکڑے جو اٹھائے ہوئے تھی جلدی سے
طمنچہ پر ڈالدیتی ہے)

اور نم کہتی ہو یہ بچوں کی بڑبڑاہٹ ہے۔ جب وہ بد و مقابلہ کو کھڑے ہو گئے تو بچے کہاں رہے،

یہ تو ہمارے بابا ہیں بابا!

حمیدہ۔ میں پھر کہوں گی ہمارا بچہ بڑا بھولا ہے۔ کہیں لیکچر ویکچر میں کچھ سن آیا ہوگا یا کسی کتاب میں کچھ پڑھ لیا ہوگا وہی منہ پر لے آیا (اسمٰعیل سے) چل اب اٹھیگا بھی کہ نہیں؟

(اسمٰعیل مسکراتا ہوا اٹھتا ہے)

اسمٰعیل۔ اچھے اچھے نئے کپڑے بھی کسی کو برے لگتے ہیں۔ چلو!

(حمیدہ آگے نکل جاتی ہے۔ ابراہیم اسمٰعیل کو روکتا ہے۔

ابراہیم (ریشم کے ٹکڑے دیکر) اٹھا تو یہ توشہ خانہ۔ جاکے دو اپنی بھولی اماں کو جو تمہیں ابھی تک ننھا بچہ ہی سمجھتی ہے (طمنچہ دیکر) یہ چیز پھر میں تمہارے پاس نہ دیکھوں۔

(اسمٰعیل یہ چیزیں لیکر اور خط اور تلوار باپ کے پاس رکھکر جانے لگتا ہے)

اور دیکھو میں مراری کو تمہارے پاس بھیجوں گا وہ اس بارے میں گفتگو کرے گا۔ ٹھیرو آپکی ہمشیرہ صاحبہ نے کیا ٹھانی ہے یہ بھی ابھی کھلجائے۔ ایسا نہ ہو کل کو کوئی اور نئی نکلے اور میاں کو زہر کھانے کا وقت آئے۔

(اسمٰعیل چلا جاتا ہے۔ ابراہیم سرنگوں فکر میں بیٹھا رہتا ہے۔
آخر یہ کہتا ہوا رخصت ہوتا ہے)

ابراہیم۔ مراری۔ مراری! کاش میں تیری نصیحت پر عمل کرتا۔ (چلا جاتا ہے)

(اس سین کی پشت کا پردہ اُٹھتا ہے اور یہ ایک کمرے میں کھلتا ہے جو بہاری لال کا ڈرائنگ روم ہے بہاری اور سوشیلا بیٹھے ہیں)

بہاری۔ سوشی کیا ہے وہ سکالرشپ کا معاملہ؟

سوشیلا۔ بڑودہ اور بھوپال سے تین سال کے وظیفہ کا اشتہار تھا۔ ایک ہندو اور ایک مسلمان لڑکی کے لئے تھے۔ زہرہ نے دی تھی میں نے درخواستیں بھیجیں منظور ہوگئیں۔

بہاری۔ ہوں شرطیں کیا ہیں ؟

سوشیلا۔ دو سال انگلستان میں پڑھکر اُستادی کی ڈگری لینا اور ایک برس یورپ امریکہ اور جاپان میں پھر کر زنانہ تعلیم کے انتظام کا مطالعہ کرنا اور تجربہ حاصل کرنا۔

بہاری۔ بس ؟

سوشیلا۔ بس اصل شرطیں تو یہی ہیں۔

بہاری۔ اس کے بعد ریاست میں ملازمت کی شرط نہ ہوگی کیا ؟

سوشیلا۔ ہے۔ لازمی بات ہے وہ تو پانچ سال تعلیم کے صیغے میں کام کرنا۔

بہاری۔ سوشی مجھے تجھ سے یہ امید نہ تھی۔۔۔۔ تو بھیک کے ٹکروں پر ولایت جائیگی! اور۔ اور ہے کوئی شرط ؟

سوشیلا۔ میں تو اسے فخر کی بات سمجھتی ہوں کہ سو کے قریب درخواستوں میں سے میری درخواست کو اوّل نمبر دیا گیا۔ کوئی اور خیال مارج ہو تو آپ اتنے ہی روپیہ سے۔ ایک طالب علم کو ولایت بھیج دیں۔۔۔ اور شرط یہ ہے کہ درخواست دینے والی کنواری ہو اور اس آٹھ برس میں ایسی ہی رہے۔

بہاری۔ اور ہم تو تیری سگائی کر ہی چکے ہیں۔ گویا بڑی کوشش سے ایک نوجوان تلاش کیا۔ اب اُسے بلانے کو ہیں کہ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھ لو۔

سوشیلا۔ خواہ مخواہ سفر کی تکلیف دینی ہوگی۔ پا پا! مجھے یہ کبھی خیال تک نہ آیا کہ آپ کے اور بھابو کے سوا بھی کوئی میرے دل پر قابض ہو سکتا ہے۔

(سوشیلا اتنا کہکر چپ رہتی ہے۔ فرش پر اسکی نظر ٹک جاتی ہے۔ بہاری ہکا بکا رہجاتا ہے کبھی اپنے سر کے بالوں میں انگلیاں پھیرتا اور کبھی اپنے کالر کو ڈھیلا کرتا ہے پھر اسکی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ چند لمحے یہ کیفیت رہتی ہے۔ آخر وہ اُٹھکر کمرہ بھر میں

ٹہلنے لگتا ہے۔ سوشیلا اسی طرح خاموش کھڑی ہو جاتی ہے۔
بہاری لال کئی چکروں کے بعد یکایک ایک جگہ کھڑا ہو جاتا ہے۔
اور "سوشی! سوشی!!" پکارتا ہے۔ سوشیلا جلدی سے اسکے
پاس آتی ہے۔ اور دونوں ہاتھ باپ کی گردن میں ڈالدیتی ہے
بہاری لال بیٹی کو پہلے پیار کرتا ہے۔ پھر یکایک الگ کرکے برابر کی
کرسی پر بٹھا دیتا ہے۔ آپ بھی بیٹھ جاتا ہے۔)

بہاری۔ تمہارا فیصلہ اخیری ہے؟ یہی تمہیں کبھی خیال آیا۔ کہ تمہاری ماں جب یہ سب کچھ سنیں گی تو اس کا کیا حال ہوگا؟

سوشیلا۔ آپ پسند نہیں کرتے تو وظیفہ نہیں لونگی۔ نہ جاؤنگی۔

بہاری۔ اور وہ دوسری بات۔ شادی کا معاملہ؟

سوشیلا۔ (نیچی نظروں سے) میں نے اسکو کبھی نہیں سوچا اور نہ اس پر غور کرنے کی بالفعل ضرورت معلوم ہوتی ہے

بہاری۔ سوشی۔ سوشیلا دیوی . . . . اب میرا گفتگو کرنا مناسب نہیں۔ آہ کاش مرا ری . . . خیر (جلدی سے) میں جگیسن کو بھیجوں گا۔ تم اُس سے کھلکر بات کرنا۔ آپکے بھائی صاحب کے پروگرام میں کیا کچھ ہے۔ شاید اسقدر معلوم کرنیکا تو ابھی ہمیں حق باقی ہے۔

(بہاری چلا جاتا ہے سوشیلا اپنی جگہ پر خاموش اور سوچ
میں بیٹھی رہتی ہے گرد ہاری ہاتھ میں ایک کتاب لئے آتا ہے۔)

گرد ہاری۔ سوشی۔ سوشی۔ تمہارے کورس کا مجھے پتہ لگ گیا۔ بڑا آسان ہر آدمی کتابیں تو تمہاری پہلے دیکھی ہوئی ہیں۔

سوشیلا۔ اچھا لکھا ہو۔ تو اور پڑھنے کے لئے۔ مجھے بڑا وقت ملے گا۔!

گرد ہاری۔ کوئی کتاب جو برٹش میوزیم میں چھوٹی ہو ہمارے ہاتھوں سے!

سوشیلا - یہ ہمارے کیا معنی ؟

گروہاری - تم اور زہرو (تبسم)

سوشیلا - ہاں - ہاں اور ؟

گروہاری - اور اسمٰعیل اور میں

سوشیلا - (مسکراکر) بابو لوگوں کا ہمارے ساتھ کیا کام ؟ اسمعیل کیسے جاتا ہے - زہرو کا اسکورٹ بنکر ؟

گروہاری - نہیں اُسے گورنمنٹ سکالرشپ مل گیا - ابھی ابھی تار آیا - بی ایس سی میں اوّل رہا تھا نہ - اور اب کے ہمارے صوبے کی باری تھی - وہ کیمبرج میں سائینس پڑھیگا -

سوشیلا - اور تم ؟

گروھاری - میں چلا ہوں بیرسٹری کو - اور اِدھر اُدھر کی ایک آدھ ڈگری لیلوں گا -

سوشیلا - دہاری - میرے اچھے بھائی - ابھی نہ جاؤ مجھے جا لینے دو - پھر آنا پانچ چھ مہینے ہیں -

گروہاری - یہ کیوں ؟

سوشیلا - ہم دونوں ایک ساتھ گئے تو بھابو اور پاپا بالکل اکیلے ہو جائیں گے -

گروہاری کیا سادی لڑکی ہے - یونہی پڑھایا تمھیں آتنا - بھئی یہ تو سوچو میں ساتھ ہوں گا تو والدہ اور بھابو کو کتنی تسلی ہوگی کہ لڑکی اکیلی نہیں -

سوشیلا - (سوچکر) بات تو ٹھیک ہے یہ بھی -

گروہاری - پاس ؟

سوشیلا - پاس - کل حاضرین کی اتفاق رائے سے (تبسم)

گروہاری - (جیب سے ایک کاغذ نکالکر سوشیلا کو دیتا ہے) بلکہ غیر حاضرین کے اتفاق سے بھی - تھوڑی دیر ہوئی جب پاپا کے میز پر لکھکر رکھ آیا تھا کہ سوشی کے اکیلے جانے سے

شاید ان کو یا بھابو کو کچھ وسواس ہو مجھے بھی بھیجدو "یہ آل رائٹ" لکھکر ابھی انھوں نے بھیجا

سوشیلا۔ (بڑے غور سے اس کاغذ کو دیکھکر) یہ۔۔ یہ۔ دیکھا تم نے پاپا کا ہاتھ یہہ دو لفظ لکھتے کانپ گیا۔

گردھاری۔ (یونہی ادہر نظر اٹھاکر) کانپ گیا ہوگا۔ سموک جو بہت کرتے ہیں۔

(سوشیلا تیز آنکھوں سے بھائی کیطرف دیکھتی ہے اور بڑے
تامل اور ضبط کے بعد کہتی ہے)

سوشیلا۔ گردھاری۔ یہ تمنے میرے معاملہ کا ناجائز فائدہ اٹھایا اور ہیں کیا کوئی بچہ تھی کہ آپ کو میرے اکیلے جانے کا وسواس ہوا۔۔ بہت اوچھی چال اور۔

گردھاری۔ اور۔ اور کچھ کہنا ہو تو وہ بھی کہڈالو۔

سوشیلا۔ نہیں۔ میں اور کچھ نہ کہوں گی۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ عمروں کے لئے کافی ہے جو آج ایک دن کے اندر اس مکان میں کہا سُنا گیا ہے۔ خیر جو ہوا ہو چکا۔

(جیکسن اور برٹی داخل ہوتے ہیں اور تھوڑی دیر تک سب خاموش رہتے ہیں)

جیکسن۔ سوشی۔ تم نے اس واز کو دیکھا؟

سوشیلا (جیسے کوئی غفلت سے چونکتا ہے) کیا۔ کیا آپ نے مجھے فرمایا کچھ؟

جیکسن۔ تمنے کبھی اس واز کو غور سے دیکھا ہے جسکے زیچ میں یہ ہرپاسیل کی نقل لگی ہے اب تو ریف سپکلیچر کا مسئلہ بالکل حل ہوگیا اور وہ ویبر اور سمتھ کی تھیوری بھی تمھارے انڈین ڈرامے کی اصلیت کی نسبت غلط ثابت ہوگئی۔

سوشیلا۔ معاف فرمائیے کھنڈر اور قبرستان کبھی میرے مطالعہ کی فہرست میں داخل نہ تھے میں زندہ قوموں کے حال پڑہا کرتی ہوں۔

جیکسن۔ (حیرانی سے۔ تامل کے بعد) کیا تم وظیفہ ضرور لوگی؟ میرے نزدیک تو ہندوستانی خیالات کے لحاظ سے یہ شکل کی بات ہے۔

سوشیلا۔ کیا آپ پاپا کو لکھپتی سمجھتے ہیں؟

برٹی۔ اوہ۔ ضرور۔ بیشک!

جیکسن۔ بلکہ میں تو برٹی سے کبھی کبھی تمہارے باپ کو کنجوس کہدیتا ہوں۔

سوشیلا۔ معاف فرمایئے گا۔ انہیں سے آپکا ایک گمان بھی صحیح نہیں۔ پاپا کے پاس بس اتنا روپیہ ہے کہ بھائی کی اور میری تعلیم ختم کرنے کے بعد اور اپنے خیال کے مطابق ہماری شادیاں کرکے چند ہزار ہی بچیں تو بچیں۔ اب بڑھاپا بھی آتا جاتا ہے۔ کام میں اتنی محنت نہیں کرسکتے اور آپ خوب جانتے ہیں کہ یہ آپکا وکالت کا کام ہی دن بدن کتنا میکانیکل اور سستا ہوتا جاتا ہے۔

جیکسن۔ یہ تو تم سچ کہتی ہو۔

سوشیلا۔ رہا کنجوس ہونا۔ پاپا کنجوس ہرگز نہیں۔ وہ صرف اپنی جان کے لئے کنجوس ہیں بنکوں کے طوفان میں گو بہت کچھ ڈوبا جسکے پھر ہاتھ آنے کی امید نہیں۔ خرچ جو تھے وہ ہماری وجہ سے بڑھے ہی گھٹے نہیں۔ مگر انکی فیاضی میں ایک پائی کا فرق نہ آیا۔ کم لوگ جانتے ہیں کہ ملک کے فائدے میں وہ کتنا خرچتے ہیں۔ غریب رشتہ دار عورتوں اور نادار طلبا کی اس طرح مدد کرتے ہیں کہ ہاتھوں ہاتھ خبر نہیں ہوتی۔ کتنے یتیم اور بیوہ بیچاریاں انکی ہی گاڑھی محنت کی کمائی سے پلتے ہیں۔ انکل ولی۔ پاپا کنجوس ہرگز نہیں۔

برٹی۔ سوشی۔ پھر میں کہونگی کہ تو بڑی کٹھور لڑکی ہوگی جو ایسے باپ اور ایسی فدائی ماں کا بول دِل دکھائے گی۔

(سوشیلا کا چہرہ سفید ہوکر پھر سرخ ہوجاتا ہے۔ اسکے ہونٹ پھڑکنے لگتے ہیں یکایک کھڑی ہوجاتی ہے اور دونوں کانپتے ہاتھ اُٹھاتی ہے

سوشیلا۔ آنٹی۔ آنٹی۔ برٹی۔ آپ ابھی تک مجھے سمجھی نہیں۔ نہ پاپا اور بھابو ہی سمجھے ماں انکل ولی سے یہ امید نہ تھی۔ وہ بھی محبت کی کمزوری کی زد میں آگئے۔ آہ میرا دل پتھر کا

ٹکڑا فولاد کا پردہ ہرگز نہیں۔ ۔ وہ بجھنکا ہولہے۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہے۔ اس ملک میں عورتوں کی یہ دُرگتی دیکھکر جنکوان ظالموں۔ اس سنگدل سوسائٹی نے جیتے جی مار رکھا ہے قیمتی غلام بنا رکھا ہے (تیز لہجے میں) پوچھو انکل ولی سے عورت کو قانون کیا حیثیت دیتا ہے سنیہ لتا اور رُکما بائی ددہی اس ملک میں نہیں۔ اور پھر بنگال اور بمبئی ہندوستان کے نہایت شائستہ اور تعلیم پائے ہوئے صوبے ہیں۔ ۔۔ غلاموں نے کبھی غلاموں کو آزاد نہیں کیا۔ میں ہرگز یہ غلامی کا طوق اپنی گردن میں نہیں ڈالوں گی۔ اگر میں اس شادی کی رسم کو معقولیت اور اخلاق کے پیمانہ پر قایم نہ کرسکی تو مرتے وقت مجھے یہ اطمینان ضرور ہوگا۔ کہ میری زندگی ایک نیک کام میں لگی۔

(سب دنگ رہجاتے ہیں اور خاموش رہتے ہیں)

جیکسن۔ (تامل کے بعد)۔ سوشی میں تمھارے دل کو ہمدردی اور اپنی جنس کی محبت سے بھرا دیکھکر خوش ہوں لیکن سچ کہتا ہوں کہ میں اسکا اخلاقی میلان دیکھکر خوش نہیں ہوا کبھی ہمدردی کی زیادتی اس ناجائز حد تک پہنچ جاتی ہے جسے خودکشی کہنا چاہیئے۔ پھر ہندوستانی بیوی کی تصویر جو تمھاری آنکھوں کے سامنے ہے اس میں مبالغہ بہت کچھ ہے۔ تمہارے باپ کا برتاؤ تمھاری ماں کے ساتھ اکیلی نظیر نہیں۔ میں کئی ہندوستانیوں کو جانتا ہوں جو ویسے ہی اچھے خاوند ہیں تعلیم کی کثرت۔ کیا تم نہیں دیکھتیں خراب نظیریں کس جلدی سے کم کر رہی ہے غلاموں نے غلاموں کو آزاد نہیں کیا۔ تمنے ابھی یہ کہا۔ میں کہتا ہوں غلاموں کو انھوں نے آزاد کیا جو غلام بنانے والے تھے۔ امریکن غلامی کا انسداد تم جانتی ہو۔ انھیں میں سے ہوا جو غلام گر تھے۔ مسز سٹو امریکن انڈین نہتھی۔ بلکہ انگریز۔ تم تسلیم کروگی کہ تمھارے ماں باپ جابر ہرگز نہیں لیکن کیا تم خیال کرتی ہو کہ وہ اپنی دوسری لڑکی کو اگر ہوتی تو آج کے دن کے بعد وہی تعلیم دیتے جو انھوں نے تم کو دی اور پھر یہ بھی سوچو کہ عام طور پر تمھاری برادری میں۔ تمھارے ملک میں تمھاری نظیر کا کیا اثر ہوگا۔ انتہائے ہمدردی کا دوسرا رنگ خود غرضی ہے جسکی وجہ سے

تم یہ خیال نہیں کر سکتیں کہ تمہارا یہ فعل ہندوستان میں عورتوں کی تعلیم کو کئی سال پیچھے ہٹا دیگا اور سوشی۔ تو چاہے بُرا ہی مانے۔ میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہندوستان میں یورپ سے زیادہ اولاد کی آزادی روا رکھی جاتی ہے۔ تو مجھے انکل کہتی ہے اسلئے میں صاف کہے دیتا ہوں کہ اگر میرے وطن میں اس عمر کی اور اس حیثیت کے گھر کی لڑکی ماں باپ کی مرضی کے بغیر ہندوستان یا ایسے ہی دُور دراز مُلک میں کئی سالوں کے لئے چلی جاتی تو وہ عمر بھر اُسکی صورت نہ دیکھتے۔ میں اسے صرف بچپن کی سمجھ پر محمول کرتا ہوں کہ اپنی زندگی میں تو نے اتنی بڑی میں کہوں گا سب سے بڑی مہم کا منصوبہ باندھ لیا اور ماں باپ سے صلاح تک نہ لی برنٹ بولو اگر میں غلطی پر ہوں کہ یہ سب اولاد پر سخت ڈسپلن نہ ہونے کا نتیجہ ہے۔ یہ جو تم اپنی آرٹیری کے جوش میں سنیہ لتا کا نام لے گئیں یہ بالکل بے محل تھا تم کو سنیہ لتا سے کوئی نسبت نہیں رکما بائی کا جو نام لیا یہ پہلے نام کی نسبت کچھ باموقع ہے لیکن جیسے یہ غلط ہے کہ ہر ہیا ہی عورت کی قسمت رکما بائی کی سی ہو سکتی ہے ویسے ہی یہ بھی کسی کی قسمت اسکی سی نہیں ہو سکتی۔ کیا اچھی سے اچھی مکمل مشین بھی اپنی عمر بھر کبھی بگڑ نہیں جاتی اسیطرح اچھے سے اچھے جوڑے میں بھی کبھی نہ کبھی شکر رنجی ضرور ہو جاتی ہے اور یہ انسانی خاصہ ہے تم اسوقت بغیر ڈسپلن کے ہو محض کتاب اور فلسفہ کے کورسے اصول تم پر حاوی ہیں۔ اسلئے مجھے خوف ہے کہ کسی کا سمجھانا کوئی اثر نہ رکھے گا۔

(بہاری گھبرایا ہوا آتا ہے)

بہاری۔ برنٹ مسز جیکسن۔ اُٹھئے ذرا تکلیف کیجئے۔ سوبھا کا بُرا حال ہے۔ سنتے ہی یہ کیفیت ہوئی کہ پاگل سی ہو گئی۔ سر ہے کہ انگارے کیطرح بھبک رہا ہے۔ باقی سارا بدن جیسے برف۔ تم ذرا اسے دیکھو جب تک ڈاکٹر آئے۔

برنٹ۔ (اٹھتی ہوئی) آہ۔ سوشی چل تو بھی چل۔ ہوش آنے تو کہیو مجھ کہیں جائیگی نہیں ادھر کہیں گی وہ کریگی۔ سمجھی۔ میری اچھی لڑکی۔ (سوشیلا کے شانہ پر ہاتھ پھیرتی ہے)

سوشیلا۔ آنٹی یہ تو ہرگز نہیں ہونے کا۔ پاپا کی تعلیم ہے جھوٹ کبھی نہ بولو۔
(سب آنکھیں پھاڑ کر سوشیلا کی طرف دیکھتے ہیں۔ برنی اور سوشیلا
چلے جاتے ہیں۔ بہاری لال جو سفید چہرہ لئے کھڑا تھا۔ یکایک ایک
صوفہ پر بیٹھ جاتا ہے۔ چند منٹ کو اسکی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔
ایک طرف سے جیکسن اور دوسری طرف سے گردہاری لپک کر آتے ہیں۔

جیکسن۔ بہاری۔ رائے صاحب آپ کیسے ہیں؟

(بہاری ہاتھ سے اشارہ کرتا ہے اور چند لمحے بعد آنکھیں کھول دیتا ہے)

بہاری۔ جیکسن بالکل نہ گھبراؤ۔ تم بھول گئے۔ میری یہ عادت ہے جب کسی بہت مشکل بات پر غور کرتا ہوں تو میں آنکھیں بند کر لیتا ہوں۔ گردہاری۔ تم ذرا ابراہیم کے ہاں جاکر خبر لاؤ گے کہ بھابی کیسی ہیں۔ (گردہاری جاتا ہے)

جیکسن۔ کیا واقعی تم غور ہی کر رہے تھے۔

بہاری۔ یہ بالکل سچ ہے۔

جیکسن۔ مانا۔ پھر اس غور وفکر کا کیا نتیجہ ہے؟

بہاری کہ ہم دونوں کو کچھ دن آرام کی ضرورت ہے۔

جیکسن۔ نہایت۔ فوراً شملہ چلے جاؤ۔

بہاری۔ گنگوتری تجویز کیا ہے۔

جیکسن۔ وہ کدھر کو ہے۔ اس نام کا تو کوئی سٹیشن نہیں سنا۔

بہاری۔ وہ گنگا کا مخرج ہے۔ اس واقعہ سے سوبھا کے دل میں ایک خلا واقع ہو گئی ہے جب تک روحانی تسکین پیدا نہ ہو وہ نہیں بھر سکتی۔ گنگوتری کو ہندو تقدس کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آب وہوا ایسی پاکیزہ اور اچھوتی ہے کہ شاید کہیں اور ہو۔ تم یہاں سے نبٹ کر جلدی سے میرے دفتر کے کمرے میں آجاؤ اور ایک مختصر سی وصیت لکھ لو۔ تفصیلات کی ضرورت نہیں

سارے کا غذ دستاویزات کے سبب بن ہیں۔ تم او مراری کل جائداد کے ٹرسٹی ہو اور بچوں کے گارڈین۔ جو تمہارا حکم نہ مانے اسکو کل کی ایک چوتھائی ویکذ الققط۔ ایک مختصر سی رقم میں ساتھ لئے جاتا ہوں۔ پھر ضرورت ہوگی تو منگا لونگا۔ مگر میرے اچھے ولی۔ امادی رقوم میں کمی نکرنا۔ جب تک جسکو واقعی ضرورت ہو جاتا تک ملتا ہے ملے جانے۔ تاوقتیکہ سرمایہ اجازت دے (مراری داخل ہوتا ہے)۔ دوسری خاص بات بے بی کی ہے (ایک قطرہ آنسو کا اسکی آنکھ سے گرتا ہے) اگر بہاری کوئی خبر نہ ملے تو اسپر یہ نہ ظاہر ہونے پائے کہ وہ یتیم ہے۔ اول حق اسکا مراری پر ہے۔ پھر تم او برتی پر اسکو اپنا بچہ بنا کے رکھنا اور ایک بات یہ ہے کہ سیشی اور گرداری کی بابت جو جو کچھ دیکھو یا سنو سب ڈائری کے طور پر لکھتے جانا اگر میں کبھی واپس آیا تو ضرور راستے دیکھوں گا۔ بس باتی۔ رخصت خدا تمہیں برکت دے۔

(بہاری کھڑا ہو جاتا ہے۔ تھوڑی دیر سب خاموش رہتے ہیں)

مراری۔ بھائی۔ ہم دونوں پورے دل سے اسکی تعمیل کرینگے مگر اس شرط پر کہ تم اور بھابی ایک معقول مدت سے زیادہ غائب نہ رہو

جیکسن۔ بیشک۔ اوہ ضرور۔ نہیں تو ہم ابھی سے دست بردار ہیں۔

بہاری۔ (سوچکر) یہ مانا مگر شرط یہ ہے کہ جب ہماری طبیعت درست ہو جائیگی تب

مراری۔ خیر یہی سہی لیکن خبر ہمکو برابر ملتی رہے۔

(ابراہیم داخل ہوتا ہے)

ابراہیم۔ آخر زبیدہ بیچاری چلدی۔ ابھی ابھی تار آیا ہے۔ خبر ہے ہیضہ کیا یا زہر کھا کے سو رہی۔ تھی نہایت غیرتمند۔ خیر مرضی مولا۔ بہاری۔ بہتی تم ابھی کیا باتیں کر رہے تھے۔

بہاری۔ تمہاری بھابی اور میں کچھ عرصہ کے لئے مفقود الخبر رہنا چاہتے ہیں۔

ابراہیم اور ہم دونوں حج کو چلے ہیں۔ اس بارے میں صلاح کرنے آیا تھا۔ ارادہ تو کچھ پھر نیکا۔ اب سوال یہ ہے کہ پیچھے کیا انتظام کیا جائے۔

بہاری ۔ میں نے تو مراری اور جیکسن کے سپرد کیا ہے ۔

ابراہیم ۔ (جیکسن سے) کیا میرے لئے بھی آپ یہ تکلیف گوارا کرینگے ۔

جیکسن ۔ میں آپ کی خدمت کو حاضر ہوں ۔

بہاری جیکسن ۔ تم جلدی سے نبٹ کر دفتر کے کمرے میں آجاؤ ۔

(بہاری اور ابراہیم چلے جاتے ہیں ۔ گردہاری داخل ہوتا ہے)

جیکسن ۔ اچھا صاحب آپ کیا فرماتے ہیں ؟

گردہاری ۔ انکل ہاں ۔ بات ساری یہ ہے کہ ہم لوگ یعنی سوشی اور میں ۔ اور کیوں نہ میں اسمٰعیل اور زہرہ کو بھی شامل کر لوں ۔ اس چیز کی مانند ہیں جسے خراد پر گول کیا گیا اب کوشش کیجاتی ہے اسے ایک مربع سوراخ میں پیوست کرنے کی ۔ فرمایئے یہ ممکن ہے ؟ جیسا ہمیں بنایا گیا ویسا ہم بنے ۔ یہ سبق جو کئی دن سے ان دونوں گھروں میں ہو رہے ہیں کیا ہمارے دلوں کو خوش کرتے ہیں ۔

(گردہاری یکایک خاموش ہو جاتا ہے جیکسن غور سے اسکو دیکھتا ہے پھر اپنی طرف کو کر کے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے ۔)

جیکسن ۔ میں سمجھا تھا تم لوگوں کا دل ہے ہی نہیں ۔ بس دماغ ہی دماغ ہے ۔ گردہاری تو بڑا اچھا لڑکا ہے ۔ مگر کیا تجھے ماں کا بھی خیال نہیں ۔ تو جانتا ہے ماں کو کتنی محبت اولاد سے ہوتی ہے اور پھر تمہاری ماں کو ۔

گردہاری ۔ انکل ہم سب کی کیفیت اس وقت اس مینیور ۔ کھاد ۔ کی سی ہے جسے ایک دور افتادہ گانوں میں کیمبرج کے ایک عالم اور تجربہ کار نے تیار کیا ہو جو علم زراعت کا اول درجہ کا ماہر ہے ۔ ممکن ہے کہ اس سائنٹیفک کھاد سے اس گانوں میں سونگنی پیداوار ہو جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس ہندوستانی زمین کی مٹی اور مشرقی موسم میں کوئی ایسا چھپا ہوا خواص ہو جو سائنٹیس کی نظر میں نہ آسکا ۔ اور وہ سائنٹیفک کھاد اس زمین کا ایسا ستیاناس کر دے

کہ برسوں تک وہاں گھاس بھی نہ جم سکے۔

جیکسن۔ اسکا تعلق کیا ہے اُس بحث سے جو درپیش ہے؟

گردہاری۔ یہ کہ۔ اختلاف اسوقت ہم لوگوں کی اور ہمارے بزرگوں کی رائے کا دراصل نہیں۔ بلکہ مشرق اور مغرب کی ہواؤں کا ہے۔ پاپا اور مراری دادا کے خیالات کا ہے۔ ہم لوگ اس سائنٹیفک کھاد کی طرح ایک خاص مسالہ سے بنائے گئے ہیں۔ اس کھاد کو اب زمین کا پیوند ہونے دو۔ خود ظاہر ہو جائے گا کہ کون غلطی پر تھا۔ وہ عالم یا گانو والے ممکن ہے والد جواب سے پہلے کہتے اور کرتے رہے وہ مفید ثابت ہو۔ ۔ ۔ اور ممکن ہے کہ مراری دادا کے خیالات ہی صحیح ثابت ہوں۔ یہ وقت ہے آزمائش کا۔ جسپر میں سمجھتا ہوں۔ بہت سی قسمتوں کا فیصلہ ہو جائے گا۔ ۔ ۔ مت غم کرو اگر اسوقت دو گھروں میں ہماری وجہ سے ماتم کی نوبت ہے لیکن اس جہانگیر فائدے پر نظر رکھو جو ہمارے نتیجوں سے حاصل ہوگا۔ ۔ ہندوستان کو اب ٹرانزیشن کے دو آبے سے نکل کر ایک طرف کا ہو رہنا چاہیئے۔ ۔ ۔

جیکسن۔ میں کچھ سمجھا ہی نہیں کہ تمھیں یہ جوش وخروش دکھانے اور کھاد کو ڈالنے کی ضرورت کہاں سے پڑی۔ نہ اسوقت تمھاری عمر وہ ہے جو اسمٰعیل کی تھی جب اُسکی شادی ہوئی اور تمھارے ہاں تو کنبا کیا گوت کے بھی باہر بیاہ ہوتا ہے۔ نہ تمھارے ماں باپ کا یہ منشا ہے کہ تعلیم ختم ہونے سے پہلے تم کتخدا ہو۔ پھر اس تیاری کی ضرورت میں تو تم سے یہ کہنے کو تھا کہ سوشی کو سمجھاؤ۔

گردہاری۔ فرض کیجیے میں اسے سمجھاؤں بھی۔ وہ نہ مانی تو پھر کیا ہوگا؟

جیکسن۔ پھر جو ہوگا وہ میں نہ بتاؤں گا۔ اگر تم خود نہیں دیکھ سکتے کہ پھر کیا ہوگا۔ تو میرا بتانا لاحاصل ہے۔ بلکہ ضرور تم اُسکے اُلٹے معنی سمجھوگے۔

گردہاری۔ تو گویا آپ کا یہ حکم ہے کہ ہم اپنی قوت ارادی کو کچھ مدت کے لئے التوا میں رکھیں۔

جیکسن۔ تمھاری نسبت تو ایسا کوئی سوال ہی درپیش نہیں۔ نہ قوت ارادی کو جبر ابھی

دینے کی ضرورت ہے۔

گردہاری۔ تو بالفعل یہ آنٹی نینس سوشی پر عمل میں لانا منظور ہے۔ آپ معاف فرمائیں گے اگر میں یہ عرض کروں کہ کیوں نہ وہ اپنے آپ کو آزاد رکھے جب کہ اس نے اپنی زندگی کے لئے ایک خاص اور ہندوستان کی زنانی زندگی کے اعتبار سے غیر معمولی پروگرام بنا لیا ہے کیا آپ یا والدہ یا لوئی یہ وسوسہ رکھتے ہیں کہ ایک کنواری ہندوستانی عورت جنسی اخلاق کے اعتبار سے نیک چلن نہیں رہ سکتی تو معاف فرمائیے آپ کی نسبت تو میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ خیال آپ کے مولد و موطن کی شان کے خلاف ہے۔ کیا آپ کے ہاں جو اتنے مرد عورتیں بن بیاہی رہ کر قوم کا کام کرتے ہیں وہ سب لعنت کے قابل ہیں؟ میں تو انھیں ایسا ہرگز نہیں سمجھتا۔ اگر اس ملک میں دو چار لڑکے لڑکیاں اپنے آپ کو آزاد رکھنا چاہیں تو کیا غضب آجائے گا۔۔ اچھا اب سوال یہ ہے کہ فرض کیجئے سوشی کہیں نہ جائے اور سولئے شادی کی قید کے اور سب کچھ جو کہیں وہ مان لے تو کیا آپ اس کو منصفانہ راضی نامہ تسلیم کر لینے کے لئے تیار ہیں۔

جیکسن۔ تم یہ نہیں سوچتے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟

گردہاری۔ کیا ہوگا وہ ہماری صورت سے بیزار ہو جائیں گے۔ ہم کو محروم الارث کر دینگے۔ اور کیا کریں گے۔ ہم اس پوزیشن کو شکریہ کے ساتھ قبول کرنے کیلئے تیار ہیں۔

جیکسن۔ گردہاری، گردہاری۔ سوچو۔ سوچو تم کیا کہہ رہے ہو۔ یہ ہتک ہے اس ماں باپ کی جن سے زیادہ عاشق والدین ہونے ممکن نہیں۔ اور عشق کی کمزوریاں مشہور ہیں محبت کا شرف محبت کا اعجاز اسکی کمزوریوں میں ہی تو ہے۔ تم اولاد ہو۔ اور وہ ماں باپ ہمارے ہاں ایک کہاوت ہے کہ محبت اوپر سے نیچے اترتی ہے۔ اگر تم باپ ہوتے ۔۔

گردہاری۔ خدا کبھی ایسا نہ کرے۔

جیکسن۔ میرا بھی یہی کہنے کو جی چاہتا ہے۔ خیر اب یہ گفتگو فضول ہے۔۔۔

(جیکسن بڑی دیر تک سوچتا رہتا ہے۔ برٹی اور سوشیلا آتی ہیں۔ جیکسن اور گردہاری کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایک وقت میں پوچھتے ہیں "کیا ہے؟ اب کیا حال ہے اُنکا؟")

برٹی۔ اچھی ہیں۔ بالکل اچھی۔

جیکسن۔ یہ کیا تم نے اور سوشی نے جا کر کوئی منتر پھونک دیا؟

برٹی۔ معجزہ ہے معجزہ! جب ہم پہنچے تو اُن کی حالت وہی تھی جو رائے صاحب نے بتائی تھوڑی دیر بعد یکا یک ایک سسکی لی اور آنکھیں کھولدیں۔ چہرہ کی تمتماہٹ۔ سر کی بھبک ایک منٹ میں دور ہو گئی مجھے دیکھکر مسکرائیں۔ دونوں ہاتھ پھیلا دیے اور کہنے لگیں "مجھے حکم ہوا ہے کہ اُن کو جانے دوں"۔ سوشی آگے کو ہوئی۔ اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور کہا "جا جا بھائی کو بھی لیجا۔ مگر دیکھ سیتا ستی کو یاد رکھیو" اُف اُنکا کیسا اچھا اعتقاد ہے۔

جیکسن بڑا مضبوط!

برٹی۔ اوہ۔ بیوٹی فل!

جیکسن۔۔۔ میں سمجھتا ہوں اب میرے یہاں ٹھیرنے کی ضرورت نہیں۔

(سوشیلا اور گردہاری خاموشی سے جیکسن کی طرف دیکھتے ہیں)

جیکسن۔ برٹی میں رائے صاحب کے پاس جاتا ہوں۔ تم میرا انتظار کرنا۔ (چلا جاتا ہے)

برٹی۔ میں ذرا بھابو کو پھر دیکھ آؤں۔ ابھی آئی (چلی جاتی ہے)

(زہرہ اور اسمٰعیل داخل ہوتے ہیں۔ زہرہ کے ہاتھ میں ایک بڑا سا کاغذ ہے جسپر ایک جہاز کا نقشہ بنا ہوا ہے)

زہرہ۔ سوشی۔ اسمٰعیل نے اور میں نے تو یہ دو کیبن پسند کئے ہیں۔ کل تک ہمارے جواب کے انتظار میں خالی رہیں گے طامس کوک کا تار ہے۔ تم کیا کہتی ہو۔

سوشیلا۔ دیکھا جائیگا۔ ابھی ایسی جلدی کیا ہے؟ (اسمٰعیل اور گردہاری کیطرف اشارہ)

انکے امتحانوں کا بھی تو انتظار ہے۔

زہرہ۔ اول تو یہ دن گزرتے عرصہ ہی کیا لگتا ہے۔ پھر یہ معمولی جہاز نہیں۔ قیصر ہند کے لئے تو چھ چھ مہینے پہلے لوگ برتھ ریزرو کرا رکھتے ہیں۔

اسمٰعیل۔ یہ کیبن جو ہم نے پسند کئے ہیں خالی تھوڑا ہی تھے۔ کسی نے لئے ہوئے تھے چٹھی میں گڑبڑ ہو گئی اس لئے جا نہ سکا۔

(زہرہ جہاز کا نقشہ کھولکر اپنے اور سوشیلا کے گھٹنوں پر پھیلا دیتی ہے)

زہرہ۔ یہ۔ یہ تو دیکھو اجی جن پر نشان ہیں رُک گئے ہیں۔

اسمٰعیل۔ تمھاری پرانی اُستانی مس رانبس نے یہ کیبن پسند کئے۔ وہ بھی تو اسی جہاز میں جا رہی ہیں۔

سوشیلا۔ اوہ۔ یہ بہت اچھا ہوا۔ اب بھابو اور تائی اماں کو اتنی تشویش نہیں ہوگی اچھا یہ ہے بری کیبن ڈک

گردھاری۔ کون کلاس ہے۔

اسمٰعیل۔ فرسٹ۔ اے۔

زہرہ۔ اس ڈک پر گھٹیا کیبن نہیں ہونے۔ تو تار دیدوں ؟

سوشیلا (نہایت سست آواز میں) اچھا۔

(برٹی داخل ہوتی ہے اور اُن چاروں نوجوانوں سے کہتی ہے)

برٹی۔ چلو ہمارے ہاں۔ چائے پئیں۔

(سب رخصت)

(اب سین اسی ڈرائینگ روم کے برآمدے میں منتقل ہوتا ہے۔ کئی نوکر آتے ہیں اور سفر کے اسباب کی بہت سی چیزیں رکھجاتے ہیں۔ جیسے سوٹ کیس۔ ہیٹ کیس۔ ہینڈ بیگ۔ ٹفن باسکٹ۔ صراحی۔ پورٹ مینٹو۔

اوورکوٹ۔ چھتری اور بستر وغیرہ۔ مراری داخل ہوتا ہے۔ اُسکے چہرے پر انتہا کا رنج و ملال ہے۔ اِدھر اُدھر ٹہلتا ہے۔ بہاری لال اور سوبھدرا آتے ہیں۔ بہاری لال ایک سفید دھوتی اور کُرتہ پہنے ہے اور چادر لیئے ہے۔ سر پر سفید صافہ اور پاؤں میں صرف معمولی سلیپر۔ آنکھوں پر عینک لگی ہے جسے وہ بار بار ٹھیک کرتا ہے کیونکہ اُس کا عادی نہیں۔ سوبھدرا بہت ہی سادی سفید ساڑی پہنے ہے اور اُس پر ایک سفید چادر اوڑھی ہوئی ہے پاؤں میں دیسی سلیپر ہیں۔ ہاتھ میں ایک چھوٹی سی کتاب ہے جس پر ایک زرد کپڑا لپٹا ہے۔ گلے میں تلسی کی مالا۔ سب چپ ہیں۔ بہاری کی نظر یکایک اسباب پر جاتی ہے)

بہاری۔ کیا ہے۔ یہ کیا ڈھیر لگا ہے؟

(بیرا آتا ہے جس کی باقاعدہ وردی ہے)

بیرا۔ حضور۔ سفر کا اسباب ہے جو ہمیشہ ساتھ جایا کرتا ہے۔

بہاری۔ بیرا۔ ہم کو یہ چیزیں درکار نہیں۔ بلاؤ آدمیوں کو لیجاؤ یہ سب جلدی!

(سب اسباب اُٹھ جاتا ہے صرف ایک کیش بکس جس پر سُرخ مخمل کا غلاف ہے رہ جاتا ہے۔ بیرا اُسے لیکر سوبھدرا کے قریب آتا ہے)

بیرا۔ مہاراج یہ زیور کا بکس ہے۔

سوبھدرا۔ (ہاتھ سے دور کر کے) لیجاؤ اِسے بھی۔ اس کی ضرورت نہیں رہی۔

(بیرا غمگین صورت سے اُسے لیکر چلا جاتا ہے)

بہاری۔ مراری۔

مُراری۔ بھائی۔

(ابراہیم اور حمیدہ داخل ہوتے ہیں۔ ابراہیم سفید پاجامہ اور اچکن پہنے ہو

اوپر ایک سبز جبہ ہے اور ویسا ہی صافہ۔ پانو میں صرف ہندوستانی جوتی ہے۔ حمیدہ کی پوشاک دکھائی نہیں دیتی۔ ہاں ایک لمبا سیاہ برقع سب کے اوپر ہے۔ دیسی جوتی پانو میں ہے۔ ایک چھوٹا سا نیلے رنگ کا جزدان گلے میں لٹک رہا ہے۔ سب کے چہرے شکستہ اور دل بھرے ہوتے ہیں)

ابراہیم۔ (بھری آواز میں) بھائی بہاری۔ میں تم سے رخصت ہونے آیا تھا۔

بہاری۔ (بھری آواز میں) میں بھی اسی غرض سے تمھاری طرف جا رہا تھا۔

(سوبھدرا اور حمیدہ ایک طرف کو ہوتی ہیں ایک دوسرے کے کندھے پہ ہاتھ رکھکر خاموش رہتی ہیں۔ کچھ کہنا چاہتی ہیں۔ مگر زبان یاری نہیں دیتی۔ آخر سوبھدرا اور بہاری ایک طرف اور حمیدہ اور ابراہیم دوسری طرف کو چل پڑتے ہیں۔ مراری بیچ میں کھڑا رہجاتا ہے۔ حسرت بھری نگاہوں سے کبھی دائیں دیکھتا ہے اور کبھی بائیں۔ بہاری اور سوبھدرا ابھی نظروں سے اوجھل نہیں ہوتے کہ ان کا چھوٹا بیٹا انگریزی بچکانہ کپڑے پہنے دوسری طرف سے سرکل چلاتا آتا ہے۔)

لڑکا۔ ناٹی گیرل۔ ناٹی بتھا۔ سویرے سے بھایو کے پاس نہیں جانے دیا (سرکل چلاتے اور اسے زور سے لکڑی مارتے ہوئے) اب بول۔ اب۔ یوں ماروں تجھے۔ یوں (سرکل اُدھر کو جاتا ہے جدھر بہاری اور سوبھدرا جا رہے تھے۔ لڑکا یکایک اس کے پیچھے لپکتا ہے اور سوبھدرا کا دامن پکڑ کے تھوڑا سا اپنی طرف کو کھینچ لاتا ہے۔ بہاری خاموش ایک قدم کے فاصلہ پہ ساتھ ساتھ آتا ہے)

لڑکا۔ پکڑلیا۔ اونہہ۔ مجھ سے چھُپکر چلی تھیں کہیں۔

(سوبھدرا کا سینہ بے طرح اوپر نیچے ہوتا نظر آتا ہے۔ وہ ایک ہاتھ سے کتاب سینے پر رکھکر زور سے دباتی ہے۔ گلے کی اندرونی حرکت سے ظاہر ہے کہ کوئی چیز کلیجے میں سے اُٹھ کر اوپر کو آیا چاہتی ہے جسے وہ بڑی طاقت سے نیچے دبا رہی ہے آخر وہ لڑکے کی طرف سے مُنہ پھیر اپنا دامن چھڑا لیتی ہے اور بہاری کو چلنے کا اشارہ کرتی ہے۔ لڑکا۔ اب باپ کی طرف لپکتا ہے وہ ایک نظر اس پر سر سے پانو تک ڈالتا ہے اور جبیں بہ جبیں ہوکر اُسے دُور ہونیکا اشارہ کرتا ہے۔ لڑکا پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ سوبھدرا اور بہاری چلے جاتے ہیں)

لڑکا۔ (ٹھُنتا ہچھلاکر) بھابو نے جھڑک دیا۔ پاپا مارنے کو ہوئے۔ مجھے ساتھ نہیں لے گئے۔۔ مُراری دادا۔ اب میں کیا کروں! (رونے لگتا ہے)

مُراری۔ (لڑکے کو گود میں لیکر پیار کرتے ہوئے) تو رومت میں تجھے بتاؤں گا جو کرنا ہے۔ -- ۞ --

ڈراپ

اشتہار

ہندوستان کے ناٹک میں ایجاد

راج دُلاری یہ وہ کتاب ہے جسنے ہندوستان کے ڈرامے کی کایا پلٹ دی اپنی وضع کی پہلی کتاب۔ عورتوں کو کس قسم کی تعلیم دینی چاہیئے سوشل اصلاح کس پیرایہ پر ہو۔ ہندوؤں، مسلمانوں اور انگریزوں کے تعلقات کیسے ہونے چاہئیں۔ اِس قسم کے زندہ معیار اس کتاب میں پیش کیئے گئے ہیں۔ میاں بیوی کا عشق، اولاد کی ماتا کے فوٹو دل میں کھبے جاتے ہیں۔ پھر لطف یہ کہ کوئی خیال عامیانہ یا پھوہڑ مذاق یا پیس نہ ملیگا۔ گانے نہایت دلاویز اور پُراثر غرضیکہ یہ کتاب ملک و سٹیج کی اصلاح کے لیئے اسم اعظم کا حکم رکھتی ہے گورنمنٹ نے اسکی یہ قدر کی کہ اسے اوّل نمبر قرار دیکر معقول انعام مصنّف کو عطا کیا اور پنجاب کے اسکولوں کے لیئے اس کی سفارش کی۔ برجموہن دتاتریہ صاحب کیفی دہلوی کی یہ تصنیف خاص و عام میں مقبول ہوئی ہے اور سٹیج پہ دکھائی جاچکی ہے۔ چھپائی اور کاغذ وغیرہ اوّل درجہ کا ہے۔ قیمت بلامحصول ایک روپیہ چار آنہ (عہ؍)

مُراری دادا یہ ایک تین ایکٹ کا اعلیٰ درجہ کا سوسائٹی ڈراما ہے دلچسپ اسقدر کہ کوئی شخص اسے ختم کیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ فن ڈراما نویسی کے اعتبار سے یورپ کے بہترین تازہ ڈراموں سے اس کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ ایسا ڈراما آج تک ایشیا میں نہیں لکھا گیا۔ بچوں پہ انگریزیت کی تعلیم کیا اثر ڈالیگی۔ یہ اس کا مضمون ہے۔ نہایت اچھوتے خیالات۔ اور پُرزور کیرکٹر ہیں۔ اس کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ قیمت بلامحصول ۱۲؍ ہے۔ جو صاحب راج دُلاری کے ساتھ خریدیں تو صرف یعنی (عیم) میں یہ دونوں کتابیں مل سکتی ہیں۔ * یعنی محصولڈاک معاف۔

المشتہر

پیارے موہن دتاتریہ۔ بی اے ایل ایل بی۔ بانسن منڈی انارکلی لاہور

(نوٹ ا۔ صفحہ ۳۰) "جہالت سی جہالت ہے" کا انگریزی گانا نوٹ کیا ہوا۔

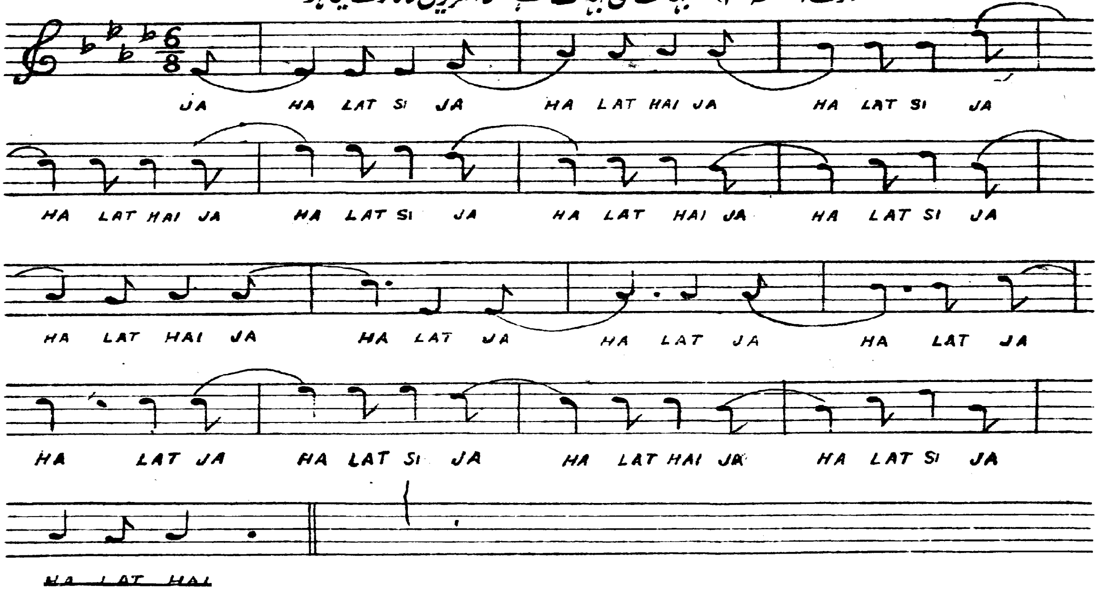

(نوٹ ۲۔ صفحہ ۳۸) "لعنت بہ ہردو" کا انگریزی گانا نوٹ کیا ہوا۔